جدید ایڈیشن

مسنون

حج و عمرہ

فضیلت و اہمیت احکام و مسائل

صحیح احادیث کی روشنی میں



دارالسلام ریسرچ سنٹر

DARUSSALAM

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الریاض • العلیا فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221
• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سویلم فون/فیکس: 2860422 1 00966

جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 8234446,8230038 4 00966 فیکس: 8151121

الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 7 00966

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

امریکہ • نیویارک فون: 5925 625 718 001 • ہیوسٹن: 0419 722 713 001 کینیڈا • نسیم الدین الخطاب فون: 4186619 416

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ فون: 77252246 20 0044-85394885 20 0044 • دارلسلام انٹرنیشنل: 7739309 0121 44

متحدہ عرب امارات • شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 فرانس فون: 52928 480 01 0033 فیکس: 52997 480

انڈیا • دارالسلام انڈیا فون: 45566249 44 0091 موبائل: 12041 98841 0091 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 2373 22

• ہدی بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 4892 2451 40 0091 موبائل: 30850 98493 0091 • ایم ایس براک انٹرپرائزز فون: 42157847 44

سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094 • دارالایمان ٹرسٹ فون: 2669197 114 0094

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

لاہور 36- لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور فون: 00 4 32 372 ,24 400 372 ,34 240 373 42 0092 فیکس: 72 540 373

• غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 54 200 371 42 0092 فیکس: 03 207 373 042

• Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 10 926 356 42 0092

کراچی مین طارق روڈ نزد اسی مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی کراچی فون: 36 939 343 21 0092 فیکس: 37 939 343 21

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 13 815 22 51 0092

info@darussalampk.com | www.darussalapk.com

جدید ایڈیشن

مسنون

حج و عمرہ

فضیلت، اہمیت، احکام و مسائل

صحیح احادیث کی روشنی میں



دارالسلام ریسرچ سنٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

فہرست

باب: 6

میقات، اِحرام اور تلبیہ

باب: 7

عمرے کا بیان

باب: 8

حج تمتع کا بیان

باب:9

مدینہ منورہ اور مسجد نبوی

عرض ناشر

اِسلامی عبادات میں حج کی ایک خاص اہمیت وفضیلت ہے۔ اِسے اِسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں حج کو استطاعت کے ساتھ فرض قرار دیا گیا ہے۔ حج کی درست اور مسنون ادائیگی کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں حَجِّ مَبْرُور کی جزا اور صلے میں جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اِسی طرح عمرے کی مسنون ادائیگی پر اس کی فضیلت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ حرمِ کعبہ میں ایک مقبول نماز کا اجر دوسرے مقام کی لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ اسی طرح حرمِ نبوی کی ایک مقبول نماز کا اجر دوسرے مقام کی ہزار نمازوں سے افضل بتایا گیا ہے۔ حج وعمرے کی یہ اہمیت وفضیلت اور اس کے دوران میں اذکار و عبادات کی یہ قدر ومنزلت صرف اِسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسک حج کو مسنون طریق پر نبوی منہج کے عین مطابق ادا کیا جائے۔

دنیا کے مختلف اطراف واکناف سے لاکھوں مسلمان ہر سال حج اور عمرے کی سعادت کے لیے بھاری رقوم خرچ کر کے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔

ان حجاج کرام اور عمرہ ادا کرنے والے معتمرین کی ایک کثیر تعداد صرف اُردو زبان کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات کو سیکھ سکتی ہے۔ اُردو خواں طبقے کی اِسی ضرورت کے پیشِ نظر دار السلام نے مسلسل محنت اور تحقیق کے بعد حج وعمرہ کے تمام ضروری، ضمنی اور ذیلی مسائل کے موضوع پر مستند مواد کے حوالے سے ''مسنون حج وعمرہ...... اَحکام ومسائل، فضیلت واہمیت'' کے عنوان سے ایک مختصر مگر جامع کتاب تیار کی ہے جس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

- اس کتاب کے تمام مندرجات صرف کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں۔
- پوری کتاب میں بفضل اللہ تعالیٰ کسی ایک موضوع یا ضعیف حدیث کا حوالہ نہیں ملے گا، نیز تمام احادیث کی مکمل تخریج بھی کر دی گئی ہے۔
- حج اور عمرے کے دوران میں پیش آنے والے تمام مسائل کی اصطلاحات کو حج وعمرے کے مناسک کی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔
- حج وعمرہ کی ادائیگی کے دوران پیش آمدہ مسائل کو مرحلہ وار لکھا گیا ہے۔
- اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ حج وعمرہ کے دوران پیش آنے والے خواتین کے مخصوص مسائل بھی درج کر دیے گئے ہیں۔
- حج وعمرہ کے مختلف مناسک کے دوران میں پڑھی جانے والی مسنون دعاؤں اور اذکار کو آسان اُردو ترجمے کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔
- کتاب کے آخر میں مسنون دعائیں بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ حرمین

میں ہمارے شب و روز مسنون دعاؤں اور اذکار سے مزین ہوسکیں۔

یہ مستند کتاب، مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف اور دیگر علمائے کرام محترم عمار فاروق سعیدی، مولانا عبدالصمد رفیقی، مولانا محمد عبدالجبار، حافظ عبدالخالق حفظہم اللہ جیسے ممتاز محققین نے ترتیب دی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور جذباتِ تشکر پیش کرتا ہوں کہ اسی کے فضل و توفیق سے دارالسلام اُردو زبان میں حج و عمرہ کی سب سے مستند اور عمدہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ آرٹ ڈائریکٹر زاہد سلیم چودھری اور نوجوان ڈیزائنر عبدالواسع کا بھی شکرگزار ہوں کہ جن کی شبانہ روز محنت سے یہ کتاب حسن معنوی کے ساتھ حسن صورت کا بھی کامیاب اور دیدۂ زیب نمونہ بن گئی ہے۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد حفظہ اللہ کا ذکر خیر نہ کروں کہ جن کی زیرنگرانی اس کتاب کے تمام تحقیقی وفنی مراحل طے پائے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو عامۃ المسلمین کے لیے نافع اور مفید بنائے۔ آمین یارب العلمین!

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام۔ الریاض، لاہور

رجب 1432ھ، جون 2011ء





باب 1

حج وعمرہ

معنٰی ومفہوم اور اہمیت وفضیلت

حج قولی، بدنی، قلبی، مالی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بندے کی بندگی کا بے پناہ اظہار ہوتا ہے۔

- **حج کی لغوی تعریف:** حج کے لغوی معنٰی ''اِرادہ کرنا'' ہیں۔
- **حج کا شرعی مفہوم:** اسلام کے پانچویں رکن کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ کے قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔
- **حج کا مختصر تاریخی پس منظر:** سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی تو اس موقع پر انھوں نے مختلف دعائیں کیں جن میں سے ایک یہ تھی:

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○﴾

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی فرمانبردار امت پیدا فرما اور ہمیں ہماری عبادت (مناسکِ حج) کے طریقے سکھلا اور ہماری توبہ قبول فرما، یقیناً تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' (البقرة 2:128)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا:

﴿ وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○﴾

''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے، وہ تیرے پاس آئیں گے، پیدل اور دُبلے دُبلے اُونٹوں پر، جو دور دراز کے راستوں سے چلے آئیں گے۔'' (الحج 22:27)

اس حکم کے بعد حج کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم، سیدہ ہاجر علیہما السلام اور ان کے فرزندِ ارجمند سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف سے کیے گئے بعض مخلصانہ اعمال کو شرفِ

قبولیت سے نوازتے ہوئے قیامت تک کے لیے مناسکِ حج

میں شامل فرما دیا۔

(صحیح احادیث میں ام اسمٰعیل علیہا السلام کا نام ھَاجَر اور آجَر مذکور ہے۔
ھَاجَرہ غلط العام ہے۔ (واللہ اعلم) دیکھیے: صحیح البخاري، الهبة و
فضلها، حدیث: 2635 و 3357)

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی شان دیکھیے کہ دنیا کے کونے کونے سے عربی، عجمی، گورے، کالے، امیر، غریب، اعلیٰ، ادنیٰ، آقا اور غلام لاکھوں کی تعداد میں ایک ہی لباس زیبِ تن کیے، ایک ہی طرح کے شعائر بجا لاتے ہوئے ﴿لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ﴾ ''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں بار بار حاضر ہوں۔'' کا تلبیہ پکارتے نظر آتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

حج، اِسلام کا ایک عظیم رکن: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: 1 اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی شہادت دینا 2 نماز قائم کرنا

3 زکاۃ ادا کرنا 4 حج کرنا 5 رمضان کے روزے رکھنا۔''

(صحيح البخاري، الإيمان، حديث:8)

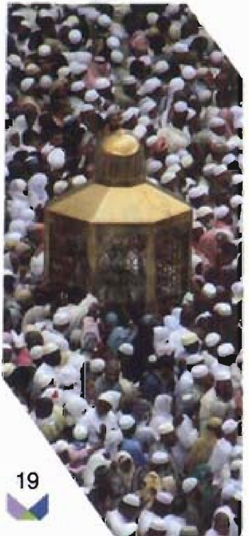
حج کی فرضیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾

''اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس (کعبہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔'' (آل عمران3: 97)

''استطاعت'' کیا چیز ہے؟: استطاعت سے مراد راستے کا سامان اور سواری کا انتظام ہے۔

(المستدرك للحاكم: 442/1)



نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو......۔''

(صحیح مسلم، الحج، حدیث:1337)

حج، زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے:

ارکان اسلام میں حج ایک ایسا رکن ہے جو زندگی



میں صرف ایک بار فرض ہے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث:1337)



اہم مسئلہ: حج کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت (مالدار)، عاقل، بالغ، مسلمان مرد و عورت پر اُسی طرح فرض ہے جس طرح پانچوں وقت کی نمازیں، رمضان کے روزے اور صاحب نصاب شخص پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ان سب کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا بلکہ اسے وقت اور پیسے کا نقصان سمجھتا یا اس کا مذاق اڑاتا ہے، جیسا کہ آج کل کے بعض متجدّ دین، منکرین حدیث اور مادہ پرستوں کا نقطۂ نظر ہے، تو ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود محض سستی اور کاہلی یا اس قسم کے کسی اور عذرِ لنگ کی وجہ سے حج نہیں کرتا تو ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج تو نہیں البتہ فاسق وفاجر اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے۔

عورت کی استطاعت کا مسئلہ

عام طور پر عورت نان ونفقہ اور دیگر ضروریاتِ زندگی میں خاوند کی محتاج ہوتی ہے، ایسی صورت میں ظاہر بات ہے جب تک خاوند عورت کو حج نہیں کرائے گا، عورت حج نہیں کر سکتی۔ لیکن بعض عورتیں صاحبِ حیثیت ہوتی ہیں حتی کہ اپنے خاوندوں کو بھی ساتھ لے جاسکتی ہیں۔ ایسی صورت میں عورت پر حج فرض ہوتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند کو یا اپنے جوان بیٹے، بھائی یا والد وغیرہ مَحرَم کو ساتھ لے کر بلا تاخیر حج کرے۔ اگر اسے کوئی محرم میسر نہیں آتا نہ ہی وہ محرم کا خرچ برداشت کر سکتی ہے تو اس پر جمہور علماء کے نزدیک اس وقت تک حج فرض نہیں ہوگا جب تک اس کے لیے محرم کا بھی انتظام نہیں ہو جاتا۔

عورتوں کے صاحب استطاعت ہونے کی ایک اور صورت بھی ہوتی ہے جس پر عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ یہ ہے کہ بہت سی عورتوں کے پاس کافی مقدار میں زیورات کی شکل میں سونا ہوتا ہے، اسے اگر بیچا جائے تو اتنی رقم حاصل ہوسکتی ہے کہ عورت اپنے مَحرَم سمیت فریضۂ حج ادا کر سکتی ہے، لیکن زیور کتنی بھی مقدار میں ہو اس کو بیچ کر حج کرنے کا

تصور ہی ہمارے معاشرے میں نہیں ہے۔ صرف یہی دیکھا جاتا ہے کہ شوہر کی آمدنی اتنی ہی ہے جس سے گھر کے اخراجات ہی پورے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے گھروں میں حج کرنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا جب کہ بیوی کے پاس اتنا زیور موجود ہوتا ہے کہ اس سے دو تین افراد بہ آسانی حج کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیے! ایسی صورت میں عورت اور اس کے خاوند کا حج نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے جو ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران 3:97) کی وعید کا مستحق بنا سکتا ہے۔

بنا بریں معقول مقدار میں زیور رکھنے والی خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس پہلو کو ضرور سامنے رکھیں اور محض اس بنیاد پر کہ خاوند صاحبِ استطاعت نہیں ہے، حج کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ زیورات کی مالک عورت صاحبِ استطاعت ہے اور حج اس پر فرض ہے۔

خاوند کی اجازت کا مسئلہ

حج کی چار صورتیں ہیں:

- فرض حج
- نذر کا حج
- نفل حج
- حج بدل



نفل حج اور حج بدل (یہ بھی نفل ہی ہوتا ہے) ان دونوں میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے اجازت لے، اگر وہ اجازت نہیں دیتا تو اجازت کے بغیر عورت کے لیے جس طرح نفلی روزہ اور اعتکاف وغیرہ ممنوع ہیں، اسی طرح حج بھی ممنوع ہوگا۔

نذر کے حج میں کچھ تفصیل ہے۔ اگر عورت نے حج کی نذر خاوند کی اجازت سے مانی تھی یا شادی سے قبل ہی اس نے نذر مان لی تھی اور شادی کے بعد اس نے خاوند کو بتلا دیا تھا جس پر وہ خاموش رہا یا اس کو برقرار رکھا، ان دونوں صورتوں میں خاوند کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ عورت کو حج پر جانے سے منع کرے (بشرطیکہ دوسری شرطیں پوری ہوں۔)

ہاں اگر عورت نے خاوند کی اجازت کے بغیر یا اس کی خواہش کو ٹھکراتے ہوئے نذر مانی یا شادی کے بعد جب اس کے علم میں شادی سے قبل مانی ہوئی نذر آئی تو اس نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور اسے برقرار نہیں رکھا۔ ان دونوں صورتوں میں خاوند عورت کو حج پر جانے سے

منع کرسکتا ہے۔ ان صورتوں میں عورت نذر کا کفارہ ادا کردے۔

فرض حج کی حیثیت ایسے ہی ہے، جیسے. نماز پنجگانہ، زکوٰۃ اور رمضان المبارک کے روزے ہیں، جیسے ان فرائض کی ادائیگی کے لیے خاوند کی اجازت ضروری نہیں ہے بلکہ اگر وہ روکے گا بھی تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی، ایسے ہی فرض حج کا معاملہ ہے۔ اگر عورت صاحبِ استطاعت ہوگئی ہے اور محرم کا بھی انتظام ہے تو بغیر کسی عذرِ شرعی کے خاوند اس کو روکنے کا مجاز نہیں ہے۔ اگر روکتا ہے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر اپنے کسی مَحْرَمْ کے ساتھ حج پر چلی جائے کیونکہ اللہ کی اطاعت خاوند کی اطاعت پر مقدم ہے۔

«لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ» (شرح السنة للبغوي، حديث: 2455، والصحيحة للألباني، حديث: 179)



حج کی اہمیت: حج کی اہمیت اس بات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ربّ العالمین نے قرآن مجید میں اس کی فرضیت کو بیان کیا ہے اور ایک بڑی سورت کا نام ''سورۃ الحج'' رکھا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ شہروں میں اپنے عُمّال بھیجوں، وہ جا کر جائزہ لیں اور ہر اس شخص پر جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا، جزیہ مقرر کر دیں کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔''

(التلخیص الحبیر:223/2)

اسی طرح سنن بیہقی میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا:

''جو شخص وسعت اور پرامن راستے (استطاعت) کے باوجود حج نہیں کرتا اور مر جاتا ہے تو (اس کے لیے برابر ہے) چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور اگر استطاعت کے ہوتے ہوئے میں نے حج نہ کیا ہو تو مجھے حج کرنا، چھ یا سات غزوات (میں شرکت کرنے) سے زیادہ پسند ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی:334/4)



چنانچہ قرآن کریم کے الفاظ: ﴿ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آل عمران 3:97) سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر کی تائید ہوتی ہے کہ صاحب استطاعت شخص کا حج میں تساہل کرنا اس کو کفر تک پہنچا سکتا ہے۔

لہٰذا حج کی فرضیت واہمیت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ اکثر وہ مسلمان جو سرمایہ دار، زمیندار اور بینک بیلنس رکھتے ہیں لیکن اِسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر کے مرتکب ہو رہے ہیں، انھیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فوراً توبہ کریں اور پہلی فرصت میں اس فرض کو ادا کریں۔

حج کی فضیلت: نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔''

(صحيح البخاري، العمرة، حديث:1773)

حجِ مبرور: وہ حج ہے جو مسنون طریقے اور شرعی تقاضوں کے عین مطابق کیا گیا ہو، اس میں کوئی شہوانی بات، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا نہ کیا گیا ہو۔

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے اللہ کے لیے حج کیا، (اس دوران میں) کوئی فحش گوئی کی نہ کوئی برا کام تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف واپس لوٹے گا جس طرح اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔'' (صحيح البخاري، الحج، حديث:1521)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے عظیم اجر وثواب کا مستحق صرف وہ شخص ہے جس نے دوران حج زبان سے کوئی بیہودہ بات کی نہ ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء (آنکھوں، کانوں وغیرہ) سے کوئی برا کام کیا۔

عمرے کی لغوی تعریف: عمرے کے لغوی معنی ''اِرادہ اور زیارت'' کے ہیں کیونکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ اور زیارت کی جاتی ہے۔

عمرے کا شرعی مفہوم: میقات سے اِحرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا ''عمرہ'' کہلاتا ہے۔

عمرے کی اہمیت: اسلام میں عمرے کی بھی بڑی اہمیت ہے، گو اکثر علماء کے نزدیک یہ فرض یا واجب نہیں ہے مگر جب اس کا احرام باندھ لیا جائے تو حج کی طرح اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نیل الأوطار:4/ 315,314)

قرآن مجید میں ہے: ﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ﴾

''اوراللہ کے لیے حج اور عمرے کو پورا کرو۔'' (البقرة 2:196)

عمرے کی فضیلت: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔'' (صحيح البخاري، العمرة، حديث:1773)

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی خصوصی فضیلت:۔

عام دنوں کی نسبت رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

(صحيح البخاري، جزاء الصيد، حديث:1863)

بار بار حج وعمرہ کرنے کی فضیلت: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''حج وعمرہ بار بار کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقیری اور گناہ کو ایسے ختم کر دیتے ہیں، جیسا کہ بھٹی کی آگ سونے، چاندی اور لوہے کی میل کو نکال پھینکتی ہے اور حج مبرور کا صلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔''

(جامع الترمذي، الحج، حديث:810)



عورتوں کے لیے افضل جہاد، حج ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

«نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ (أَفَلَا نُجَاهِدُ)»

''ہم جہاد کو سب سے بہتر عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا، لَكُنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ»

''نہیں، تمھارے لیے افضل جہاد، حج مبرور (سنت کے مطابق حج) ہے۔''

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1520)



باب 2

سفرِ حج کے آداب

فریضۂ حج کی ادائیگی سے قبل چند باتوں کا اہتمام کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ ان کی اصلاح کیے بغیر حج کے اجر وثواب، فضائل وبرکات اور فوائد وثمرات سے کما حقہ مستفید ہونا ممکن نہیں۔

سب سے پہلے آدمی کو اپنا عقیدہ کتاب وسنت کے مطابق درست کرنا لازم ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان خاندان، رسم و رواج اور مسلک کی زنجیروں سے آزاد ہو کر صدقِ دل سے صرف اور صرف کتاب وسنت سے رہنمائی لینے کا پختہ ارادہ کر لے اور حق واضح ہو جانے کے بعد اسے دل وجان سے قبول کرے اور کسی بھی مصلحت کا شکار نہ ہو۔

عقیدۂ توحید: اِسلام کے جملہ عقائد میں سے توحید ورسالت کے

عقائد کو بنیاد اور نقطۂ آغاز کی حیثیت حاصل ہے۔ جس کی وضاحت کچھ یوں ہے: بعض ایسے نام، کام، صفات اور حقوق و آداب ہیں جو کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننا اور اس کے ساتھ کسی مخلوق کی شرکت کو تسلیم نہ کرنا ہی عقیدۂ توحید ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

- ناموں میں اَللّٰہ اور اَلرَّحْمٰن دو ایسے نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور کسی مخلوق کے لیے نہیں بولے جاسکتے۔
- جہاں تک کاموں کا تعلق ہے تو ان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں صرف اسی چیز کو وسیلہ اور ذریعہ تسلیم کیا جائے جس کے وسیلہ بننے کے کتاب وسنت سے صحیح اور واضح دلائل موجود ہوں یا انسانی حس وعقل اس کے وسیلہ ہونے کی گواہی دے، مثلاً: والدین اولاد کی پیدائش کا ذریعہ ہیں، اصل خالق تو اللہ ہے



مگر والدین کو اولاد کی پیدائش کا ذریعہ ماننا توحید کے منافی نہیں، کیونکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی سچائی کتاب وسنت اور عقل و حِس سے ثابت شدہ ہے، مگر اولاد کی پیدائش کو کسی بت یا ستارے کا ''کرشمہ'' سمجھنا یا مدفون بزرگ کی ''نگاہِ کرم'' قرار دینا، سراسر جہالت، وہم اور شرک ہو گا کیونکہ اس کی کوئی شرعی، حسی اور عقلی دلیل نہیں ہے۔ آپ علم کے بغیر اولاد کی پیدائش میں ان کا حصہ مان رہے ہیں اور یہی شرک ہے۔

اسی طرح کسی مخلوق کو، ظاہری اسباب ووسائل کے بغیر رزق دینے والا، اولاد دینے والا، صحت وتندرستی عطا کرنے والا سمجھنا یا نفع ونقصان اور موت وحیات کا مالک سمجھنا بھی صریح شرک ہے۔

- صفات باری تعالیٰ میں توحید کی ایک مثال یہ ہے کہ ہر مخلوق کی ہر فریاد کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سُننا اور پورا کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی مقبول بندے کو مقرر نہیں فرمایا، لہٰذا کوئی فرشتہ، جن، انسان یا مقدس روح لوگوں کی فریادیں سن کر انھیں پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی شریک نہیں ہے۔

اسی طرح کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کی کئی صفات کا ذکر ملتا ہے



مگر ان کی کیفیت نہیں بتائی گئی، لہٰذا ان صفات پر پورا پورا اِیمان لانا واجب ہے، جب کہ ان کی کیفیت کو بیان کرنا یا اس کی بابت سوال کرنا بدعت ہے، مثلاً: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یَدٌ، یعنی ہاتھ کا ذکر ہے، اس پر کیفیت اور تشبیہ میں پڑے بغیر ایمان لانا عقیدۂ توحید کا تقاضا ہے۔

- اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے خاص حقوق و آداب میں بھی وحدہ لاشریک ہے، مثلاً: یہ جو بندوں کی طرف سے دنیاوی عادات وافعال سے ہٹ کر دست بستہ قیام، رکوع، سجدہ، دعا، نذر و نیاز، قَسم، ذبح اور قربانی وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے، یہ افعالِ تعظیم صرف اور صرف اللہ کا حق ہیں۔ اور یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے کہ بندہ اپنی تمام حرکات وسکنات اور معمولاتِ زندگی میں اسی کی رضا چاہے، اسی سے ڈرے،

اسی سے امیدیں رکھے، اسی پر بھروسہ کرے اور اسی کے سامنے اپنے عجز وانکسار کا اظہار کرے۔

خلاصہ: یعنی ہر وہ نام، کام، صفت یا ادب جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے وہ کسی مخلوق کے لئے سمجھنا شرک ہے۔ اور شرک سے اگر توبہ نہ کی جائے تو یہ نا قابل معافی جرم ہے۔ شرک اکبر پر مرنے والا ابدی جہنمی ہے اور اس پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (المآئدۃ 5:72)

اِتباعِ سنت: رسول اللہ ﷺ کو رسول ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ بندہ دین کے معاملے میں حق واضح ہو جانے کے بعد آپ کی غیر مشروط اطاعت کرے اور اپنے دامن کو بدعت سے آلودہ نہ ہونے دے۔ نیز تمام دنیاوی معاملات میں بھی کتاب وسنت کی مخالفت سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔



بدعت: جو بات اصولی طور پر کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، اسے دین بنا لینا بدعت ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ کتنی ہی خوشنما کیوں نہ ہو، حقیقت میں وہ سراسر گمراہی ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ حج اور عمرے سمیت اپنی تمام عبادات میں بدعات سے مکمل طور پر پرہیز کرے کیونکہ ان کی ملاوٹ سے نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔

اخلاصِ نیت: نیت کے معنیٰ ''اِرادہ'' کے ہیں اور اِرادہ دل کا فعل ہے۔ دین اِسلام میں تمام نیک اعمال کے ثواب کا انحصار اِخلاصِ نیت پر ہی ہے۔ (صحيح البخاري، بدء الوحي، حديث:1)

لہٰذا حج یا عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے ارادے کو ریا کاری یا نمود و نمائش کی آرزو سے پاک رکھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج اور عمرہ کرے، نیز کسی بھی دنیاوی مفاد کو اس میں مقصودِ اصلی نہ بنائے۔

صرف حلال کمائی سے حج کرنا: اِسلام میں حرام سے اجتناب پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جس آدمی کا لباس اور کھانا پینا حرام ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ جائز طریقوں سے مال کمائے اور جائز امور ہی میں اسے خرچ کرے۔ چنانچہ حج اور عمرہ

کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف حلال کمائی سے حج اور عمرہ کرے۔

حقوق العباد کی ادائیگی: لوگوں کے حقوق دبا لینا بہت بڑا جرم ہے اور یوں یہ جرم نیکی کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ ایسا شخص جو حقوق العباد لوٹائے یا معاف کرائے بغیر مرگیا تو قیامت کے روز نہ صرف اپنی نیکیوں سے محروم ہوگا بلکہ نیکیاں ختم ہونے پر حق داروں کے گناہ بھی اپنے سر اُٹھائے گا اور یوں مفلس ہوکر جہنم رسید ہوگا۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ)۔ (صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث:2581)



مقروض کے حج کا حکم: اگر صاحبِ استطاعت یا مالدار آدمی محض اپنے کاروباری لین دین کی وجہ سے مقروض ہے اور اس کے پاس اس قرض کو اتارنے کے دیگر ذرائع موجود ہیں، مثلاً: ورثہ، ملکیتی زمین یا کاروباری سامان اتنا ہے جس سے اس کا قرض اتارا جا سکتا ہے تو اس پر حج کے لیے ضروری مال مہیا ہونے کی صورت میں، حج کرنا فرض ہے۔

اور اگر اس کے پاس بظاہر قرض اتارنے کا کوئی دوسرا ذریعہ موجود نہیں ہے کہ جس سے اس کا قرض ادا ہو سکے لیکن حج کی استطاعت موجود ہے تو پہلے قرض اتارے پھر دوبارہ مال جمع ہونے پر حج کرے۔

البتہ اگر کوئی دوسرا شخص اسے اپنی طرف سے حج پر بھیجنا چاہے تو اس کے لیے حج کرنا درست ہوگا۔ (واللہ اعلم)

رسم ورواج سے اجتناب: نیک کاموں میں رسم ورواج کی مداخلت پسندیدہ بات نہیں ہے۔ اور اگر کسی رسم میں نمود ونمائش یا گناہ کا پہلو بھی موجود ہو تو اسی تناسب سے حج یا عمرے کے ثواب میں کمی واقع ہوسکتی ہے، مثلاً: حج کرنے والے کو الوداع کرتے وقت یا واپسی پر استقبال کے موقع پر جو ہار وغیرہ پہنائے جاتے ہیں یا اسے ''حاجی صاحب'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے تو اِس سے خود پسندی اور ریاکاری کا دروازہ کھلتا ہے، جس کی اسے حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور شکر اور فکر کی راہ اپنانی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو حج کی سعادت نصیب فرمائی ہے اب میری زندگی میں



انقلاب آنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ میرے کسی گناہ کی وجہ سے حج کا اجر وثواب کم یا ختم ہو جائے۔

آغازِ سفر

گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے (گھر سے نکلتا ہوں،) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ (نیکی کرنے کی) قوت اور (برائی سے بچنے کی) ہمت اللہ (کی توفیق) کے سوا ممکن نہیں ہے۔''

(جامع الترمذي، الدعوات، حديث:3426)

حاجی [یا کسی بھی مسافر] کو الوداع کہنے کی دعا:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ

”میں آپ کا دین، امانت اور آپ کے اعمال کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“

(مسند أحمد: 7/2، وسنن أبي داود، الجهاد، حديث: 2600)

حاجی [یا مسافر] الوداع کہنے والوں کو کیا کہے؟:

اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ

”میں تمہیں اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔“ (سنن ابن ماجه، الجهاد، حديث: 2825)

سواری پر سوار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ



''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اِس سواری کو ہمارا پابند کیا، حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اِس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں۔ اور ایسے عمل کا (سوال کرتے ہیں) جسے تو پسند فرمائے۔ اے اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان فرما دے۔ اور ہم سے اس کی لمبی مسافت لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی اس سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے اور گھر (اور مال ودولت) میں نائب (نگہبان) ہے۔ الٰہی!

میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سفر کی مشقت سے، اس کے تکلیف دہ منظر سے اور مال اور اہل میں بُری واپسی سے۔''

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1342)

مسنون دعاؤں اور اذکار کا اہتمام: حاجی کو چاہیے کہ وہ سفر کے دوران میں نیکی، تقویٰ، ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کا، جہاں تک ممکن ہو اہتمام کرے تاکہ نفس کی شرارتوں اور شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے اپنا دامن بچا سکے۔





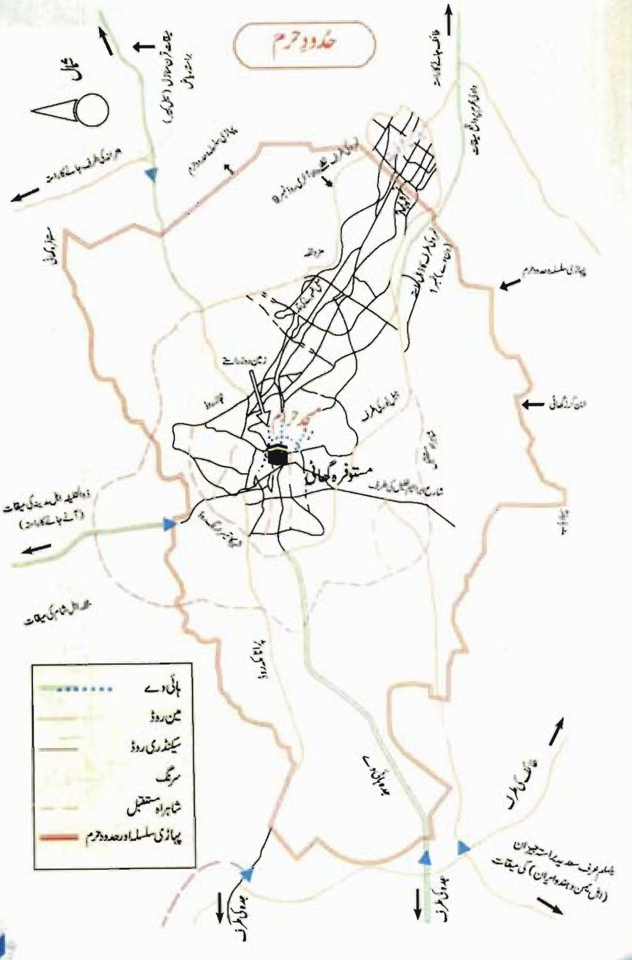
باب 3

مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کا تعارف

مکہ مکرمہ ایک قدیم تاریخی اور بڑا بابرکت شہر ہے۔ اس سے محبت رکھنا اور اس کا احترام کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسے حَرَم [محترم] قرار دیا۔

مکہ مکرمہ کی فضیلت: مکہ مکرمہ کوئی لحاظ سے فضیلت حاصل ہے:

- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو "امن والا شہر" قرار دیا ہے۔ (التین 95:3)
- نبی اکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ بہت زیادہ محبوب تھا۔ (جامع الترمذي، المناقب، حديث: 3925)
- دَجَّال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (صحيح مسلم، الفتن، حديث: 2943. مکہ کی فضیلت کے سلسلے میں تفصیلی مطالعے کے لیے



حدود حرم
شمال
مستوفرہ گھاٹی
جدہ کی طرف
طائف کی طرف
پرانا مکہ روڈ
جدہ ہائی وے
طائف جانے کا راستہ
ہائی وے
مین روڈ
سیکنڈری روڈ
سرنگ
شاہراہ مستقبل
پہاڑی سلسلہ اور حدود حرم

دیکھیے ''تاریخ مکہ'' دارالسلام، الریاض، لاہور۔)

حرمِ مکہ کی حدود:

- شمال میں مقامِ تَنْعِیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) تک حرم ہے۔
- مشرق میں جِعِرَّانَۃ کے قریب تک حرمِ مکّی ہے۔
- شمال مشرق میں وادیٔ نَخْلَۃ تک ہے۔
- مغرب میں حُدَیْبِیَۃ (شُمَیْسِی) تک ہے۔

اب سعودی حکومت نے حدود حرم کی ابتدا اور انتہا پر ستون بنا دیے ہیں جن پر بدایۃ الحرم اور نہایۃ الحرم لکھا ہوا ہے۔

مسئلہ: حرم کی حدود میں کسی قسم کا شکار کرنا یا شکار کو ڈرانا اور سوائے ''اذخر گھاس'' کے خودرو گھاس، درختوں، کانٹوں اور پتوں کو کاٹنا یا توڑنا منع ہے۔ (صحيح البخاري، جزاء الصيد، حديث:1833، 1834)

یاد رکھیے! حرم مکہ میں جس طرح کسی نیک کام کا اجروثواب کئی گنا زیادہ ہے، اسی طرح اس میں کسی برے کام کا گناہ بھی کئی گنا زیادہ ہے۔ بلکہ اس میں گناہ کے ارادے پر عذاب کی وعید ہے:

﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

''اور جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔'' (الحج 22:25)

جبکہ صرف ارادے پر یہ وعید دوسرے جگہوں میں نہیں ہے۔

لہٰذا حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں اور مکہ کے رہائش پذیر لوگوں کو چاہیے کہ اس بابرکت شہر میں نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کریں اور ہر قسم کے برے کاموں سے بچیں۔ اس شہر اور اس مقام کو عام شہروں اور مقامات کی طرح نہ سمجھیں۔

بیت اللہ کا مختصر تعارف: ہر دور کے انسان کا طریقہ رہا ہے کہ وہ روحانی تسکین حاصل کرنے کے لیے کسی جگہ اور مقام کو مقدس سمجھ کر وہاں محض برکت، زیارت اور ثواب کی نیت سے جاتا ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر اِسلام نے مسلمانوں کے روحانی سکون اور حصول ثواب کے لیے صرف تین مقدس مقامات کی طرف سفر زیارت کی اجازت دی ہے: 1 مسجد حرام 2 مسجد نبوی 3 مسجد اقصیٰ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في ...... حديث: 1189)

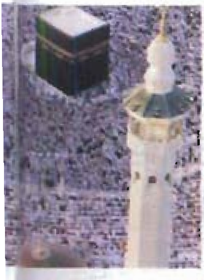
مسجد حرام: بیت اللہ شریف اور اس کے چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی عمارت مسجد حرام کہلاتی ہے۔ اس میں ادا کی گئی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔ (مسند أحمد:3/397)

مسجد نبوی: اِسلام میں مسجد قبا کے بعد یہ دوسری مسجد ہے جسے ہجرت کے بعد نبیِ اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ میں اپنے مبارک ہاتھوں سے تعمیر فرمایا۔

(صحيح البخاري، مناقب الأنصار، حديث:3932)

اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔(صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث:1190)

مسجد اقصیٰ: یہ مسلمانوں کا قبلۂ اوّل ہے اور فلسطین کے شہر بیت







المقدس میں واقع ہے۔ نبیِ اکرم ﷺ سفر معراج کے لیے یہیں سے روانہ ہوئے اور یہیں جملہ انبیاء و رسل ؑ کی امامت فرمائی۔ اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز کا ثواب 250 نمازوں کے برابر ہے۔

(المستدرك للحاكم: 509/4)

اسے خانہ کعبہ کی تعمیر ابراہیمی کے 40 سال بعد تعمیر کیا گیا۔ (صحيح البخاري مع فتح الباري، أحاديث الأنبياء: 495/6، حديث: 3366.)

بیت اللہ: اس کی تاریخ اور فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ﴾

''بے شک اولیں گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت اور جہان والوں کے لیے باعث ہدایت ہے۔'' (آل عمران 96:3)

- اللہ کا سب سے پہلا گھر، مسلمانوں کا قبلہ وکعبہ، فیوض و برکات اور روحانی تجلیات کا ایسا مرکز جو پوری زمین کے عین وسط میں واقع ہے۔

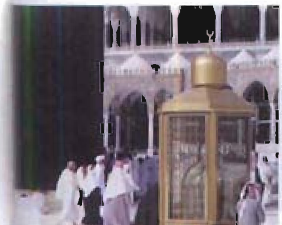


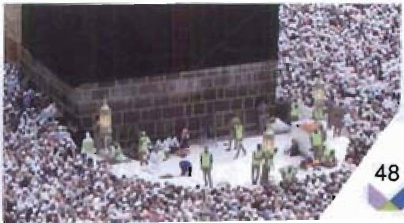
اسے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے تعمیر کیا، یہ طوفانِ نوح سے مٹ گیا تھا۔ پھر سیدنا ابراہیم اور اسماعیل ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے دوبارہ تعمیر فرمایا۔

حطیم: اِسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں بیت اللہ ایک دفعہ سیلاب سے متأثر ہوا تو کفارِ مکہ نے صرف حلال کمائی سے سابقہ بنیادوں پر اس کی ازسرِ نو تعمیر شروع کر دی مگر تکمیل سے پہلے ہی یہ رقم ختم ہونے کی وجہ سے اس کا کچھ حصہ نامکمل چھوڑ دیا گیا، وہ موجودہ عمارت کے ایک طرف نیم دائرے کی شکل میں اب بھی موجود ہے، اسے ''حطیم'' یا ''حجر'' کہتے ہیں۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث: 1584,1583، و مناقب الانصار، حديث:3887)

اس حصے میں نماز ادا کرنے کا وہی حکم ہے جو کہ بیت اللہ کے اندر نماز ادا کرنے کا ہے۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 2028)





بیت المعمور: اس موقع پر یہ بتانا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ بیت اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے، جو فرشتوں کی عبادت گاہ ہے، وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں۔ جس فرشتے نے ایک دفعہ اس کا طواف کر لیا قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ (صحیح البخاري، بدء الخلق، حدیث:3207، و تفسیر ابن کثیر:306,305/4، وتفسیر الطبري:22/27)

مُلتَزَم: بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان والے حصے کو ملتزم کہتے ہیں۔ اس پر اپنا چہرہ رکھنا اور سینے کو ساتھ ملانا اور نہایت عجز وانکسار کے ساتھ دعا کرنا مشروع اور مسنون عمل ہے۔ یہ عمل بعض صحابۂ کرام، مثلاً: عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عَمرو اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے۔ (الصحیحة للألباني، حدیث:2138)

مقام ابراہیم: یہ ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں اُٹھاتے رہے۔ معجزانہ طور پر آج تک اس پتھر پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات موجود ہیں۔ یہ پتھر بیت اللہ کے دروازے کی جانب قریب ہی ایک گنبد نما کے اندر شیشے میں محفوظ

ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾

''اور مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔'' (البقرۃ 2:125)

یاد رکھیے! اس پتھر کے باہر لگے خول یا جالی کو برکت کی نیت سے بوسہ دینا یا اسے چھونا ثابت نہیں ہے۔

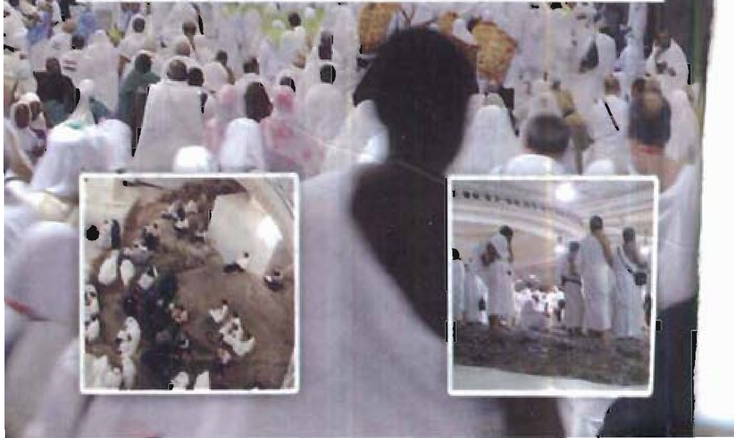
مطاف: بیت اللہ کے اردگرد طواف کرنے کی جگہ مَطَاف کہلاتی ہے۔

بئرِ زمزم: بابرکت کنواں جسے اللہ رب العالمین نے سیدہ ہاجر اور سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام کے لیے جاری فرمایا تھا۔ ہزاروں برس گزر گئے، اس کا بابرکت پانی ابھی تک جاری ہے۔ اب یہ کنواں مطاف کے نیچے تہ خانہ میں ہے۔

صفا و مروہ: یہ بیت اللہ کے قریب واقع دو پہاڑیوں کے نام ہیں، جنھیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا ابراہیم، سیدہ ہاجَر اور شیر خوار اسمٰعیل علیہم السلام کو اس ویران پہاڑی علاقے میں چھوڑ کر واپس شام چلے گئے تو جلد ہی ان کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا، تب پانی کی تلاش میں سیدہ ہاجر نے ان پہاڑیوں کے درمیان بھاگ دوڑ کی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی

قدرتِ کاملہ سے زمزم کا چشمہ جاری فرما دیا۔ سیدہ ہاجر علیہا السلام کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے حج وعمرے کا حصہ بنا دیا۔ حجاج کرام اسی سنت کو اپناتے ہوئے حج وعمرے کے دوران میں صفا ومروہ کے درمیان سات چکر لگاتے ہیں، جسے اصطلاحاً ''سَعْی'' کہتے ہیں۔

آج کل اس کی توسیع کر کے ایک تو اس کی چوڑائی کو دگنا کر دیا گیا ہے اور مزید دو منزلوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ایک تہہ خانہ [بیسمنٹ] اور تیسری بالائی منزل۔ یوں اب یہ چار منزلہ عمارت بن گئی ہے اور مسجد حرام سے ملحق ہونے کی وجہ سے عملی طور پر مسجد حرام کا حصہ بن گئی ہے۔





باب 4

اصطلاحات حج وعمرہ

محترم حجاج کرام! مسائل حج کا مطالعہ کرنے سے پہلے متعلقہ اِصطلاحات کی وضاحت بے حد ضروری ہے۔ بیشتر اِصطلاحات عربی زبان میں ہیں۔ اِس لیے اُردو خواں طبقے کے لیے اِن کا صحیح تلفظ اور معنی ومفہوم پیش خدمت ہے:

- **حج:** چند مخصوص ایام میں، مخصوص اعمال کی بجا آوری کے لیے میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں حاضری دینا۔ یہ اِسلام کے پانچ اَرکان میں سے ایک رکن اور ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے۔

حَاج: ''حج کرنے والا۔'' اس کی جمع حُجَّاج ہے۔

- **عُمْرَہ:** چند مخصوص اَعمال کی بجا آوری کے لیے سال بھر میں کسی بھی وقت میقات سے اِحرام باندھ کر بیت اللہ شریف حاضر ہونا۔

مُعْتَمِر: ''عمرہ کرنے والا۔'' اس کی جمع مُعْتَمِرِین ہے۔

لباسِ اِحْرَام: حج وعمرے کی ادائیگی کے لیے زیب تن کیا جانے والا مخصوص لباس، یعنی مردوں کے لیے دو چادریں۔

میقات: وہ مقام جہاں سے حج اور عمرے کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔ ایسے کل پانچ مقامات ہیں: یَلَمْلَم، ذُوالْحُلَیْفَہ، جُحْفَہ، ذَاتُ عِرْق اور قَرْنُ الْمَنَازِل.

اِحْرام کا تَلْبِیَہ: وہ مخصوص الفاظ جنھیں میقات پر اِحرام باندھتے وقت بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔

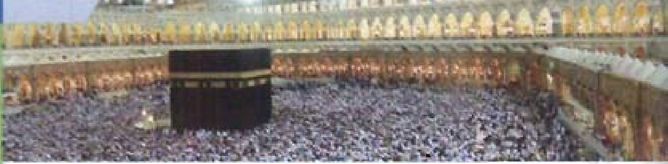
اِحرام باندھنا: حج اور عمرہ کرنے والا، میقات (یا اس کے متوازی مقام) سے گزرتے وقت، اپنے مخصوص لباس میں بلند آواز سے تلبیہ پکارتا اور اللہ کے حضور اپنی حاضری کا اِظہار کرتا ہے جسے اِحرام باندھنا کہتے ہیں۔

مُحْرِم: اِحرام باندھنے والا، یعنی اِحرام کی پابندیوں میں داخل ہونے والا۔

حَجِّ قِرَان: حج کی ایک قسم جس میں حاجی ایک ہی اِحرام [نیت] میں یکے بعد دیگرے پہلے عمرہ پھر حج ادا کرتا ہے، یعنی دونوں کے

درمیان حلال نہیں ہوتا۔ ایسا حاجی قَارِن کہلاتا ہے۔

- **حَجِّ تَمَتُّع:** حج کی ایک قسم جس میں حاجی عمرہ کرنے کے بعد اِحرام کھول دیتا ہے، یعنی حلال ہو جاتا ہے، پھر حج کے دنوں میں دوبارہ اِحرام[نیت و لباس] باندھتا ہے۔ ایسا حاجی مُتَمَتِّع کہلاتا ہے، یعنی احرام کھول کر فائدہ اٹھانے والا۔
- **حَجِّ اِفْرَاد:** حج کی ایک قسم جس میں حاجی صرف حج کا اِحرام[نیت] باندھتا ہے۔ ایسا حاجی مُفْرِد کہلاتا ہے۔
- **اَشْهُرُ الْحَجّ:** حج کے مہینے، جن میں حج کا اِحرام باندھا جاتا ہے، یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن۔
- **اَيَّامُ الْحَجّ:** وہ مخصوص دن جن میں مناسکِ حج ادا کیے جاتے ہیں، یعنی 8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک۔
- **مقاماتِ حج:** وہ مقدس مقامات جہاں اعمال حج سرانجام دیے جاتے ہیں: مَكَّه ، مِنٰى، وَادِئ عُرَنَه ، مَيدانِ عَرَفَات اور مُزْدَلِفَه.
- **حَجِّ بَدَل:** کسی معذور یا فوت شدہ شخص کی طرف سے فریضۂ حج ادا کرنا بشرطیکہ حاجی پہلے اپنا حج ادا کر چکا ہو۔



حَجِ مَبْرُور: محض اللہ کی رضا کے لیے، حلال کمائی سے، سنت کے مطابق ادا کیا جانے والا حج جو گناہوں، لڑائی جھگڑے اور فحش گوئی سے یکسر پاک ہو۔

مَحْرَم: عورت کا وہ رشتے دار مرد جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو، مثلاً: باپ، دادا اور بیٹا وغیرہ۔

غیر مَحْرَم: وہ مرد جس سے عورت کا نکاح شرعاً جائز ہو، خواہ رشتے دار ہو یا نہ ہو، مثلاً: بہنوئی، دیور، خالو، پھوپھا وغیرہ۔

مقامی: وہ شخص جو میقات اور بیت اللہ شریف کے درمیان کسی علاقے میں رہائش پذیر ہو۔

آفاقی: وہ شخص جو میقات اور بیت اللہ شریف کے درمیان رہائش پذیر نہ ہو بلکہ باہر سے میقات پر پہنچے اور اِحرام باندھ کر حج اور عمرے کے لیے مکہ جائے۔

حَرَمِ مَکّی: بیت اللہ شریف کے اِردگرد ایک محدود، مقدس اور محترم

علاقہ جس کے اندر خودرو درخت یا گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا حرام ہے۔

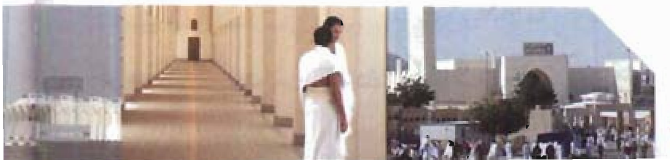
- **حَرَمِ مَدَنِی:** مسجد نبوی کے اِرد گرد ایک محدود علاقہ جو حرم مکی کی طرح مقدس و محترم ہے۔
- **تلبیۂ توحید:** درج ذیل الفاظ تلبیۂ توحید کہلاتے ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

- **تکبیر:** اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔
- **تحمید:** اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا۔
- **تہلیل:** لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنا۔
- **تسبیح:** اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنا، یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا۔

نوٹ: تکبیراتِ عید میں تکبیر، تہلیل اور تحمید تینوں چیزیں شامل ہیں۔

- **یَلَمْلَم (سَعْدِیَه):** بیت اللہ کے جنوب میں ایک سمندری مقام جو یمن، چین، بنگلہ دیش، افغانستان، ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے



آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے 92 کلومیٹر پر واقع ہے۔

ذُو الْحُلَيْفَه: مدینہ منورہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کی طرف سے آنے والوں کا میقات۔ اس کا موجودہ نام آبَارِ عَلی ہے، یہ مدینہ سے قریب تر اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

جُحْفَه: شام، ترکی اور مصر کی جانب سے آنے والوں کا میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں ہے مگر قریب ہی رَابِغ نامی جگہ سے لوگ اِحرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں 187 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ذَاتُ الْعِرْق: عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں ہے مگر قریب ہی اَلضُّرَیْبَہ نامی جگہ سے لوگ اِحرام باندھتے ہیں۔ جسے خَرِیْبَات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

قَرْنُ الْمَنَازِل: اہل نجد اور عرفات کی طرف سے آنے والوں کا میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں ہے مگر قریب ہی اَلسَّیْل نامی جگہ سے





اِحرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے 94 کلومیٹر دور ہے۔

تَنعِیم یا مسجد عائشہ: مدینہ منورہ سے آئیں تو حرم مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ یہ مقام بیت اللہ شریف سے تقریباً 7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ اب اس جگہ ایک خوبصورت مسجد ہے جو ''مسجدِ عائشہ'' کہلاتی ہے۔ یاد رہے یہ مقام میقات نہیں ہے۔

جِعرَّانہ: اَلْمُسْتَوْفِرَہ سے آئیں تو حرم مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ یہ جگہ بیت اللہ شریف سے تقریباً 23 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ مقام بھی میقات نہیں ہے۔

مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ: مسلمانوں کا مقدس ترین شہر جس میں ''بیت اللہ شریف'' واقع ہے۔

مَسْجِدِ حَرَام: مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف اور اس کے اِردگرد تعمیر شدہ جگہ جس میں ایک نماز ادا کرنا ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔



بَیْتُ اللّٰہ: روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا جانے والا سب سے پہلا گھر، اسے عربی میں بَیْتُ اللّٰہ اور فارسی میں ''خانہ کعبہ'' کہا جاتا ہے۔ یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھتے ہیں۔

حَجَرِ اَسْوَد: وہ سیاہ پتھر جو بیت اللہ کے جنوب مشرق میں، دروازے کی بائیں طرف والے کونے میں باہر کی طرف نصب ہے۔ طواف کا آغاز اور اختتام اسی پتھر کے سامنے سے ہوتا ہے۔

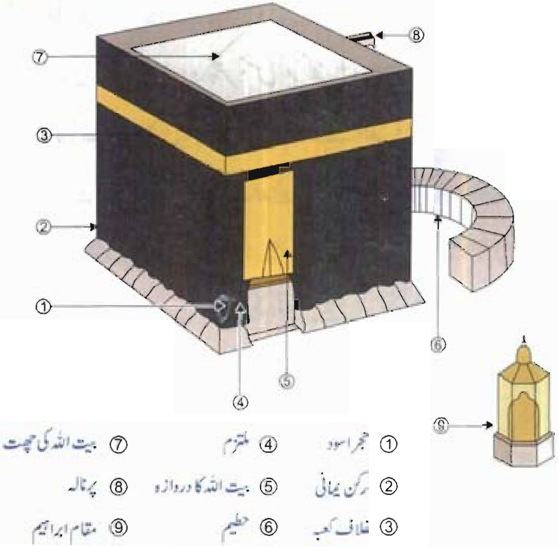
اَرْکَانِ بَیْتُ اللّٰہ: یعنی بیت اللہ کے کونے۔ حجرِ اسود والے کونے سے طواف شروع کریں تو بالترتیب یہ کونے آتے ہیں: رکنِ عراقی، رکنِ شامی اور رکنِ یمانی۔

رُکُنِ عِرَاقِی: بیت اللہ کا شمال مشرقی کونہ جو عراق کی جانب واقع ہے۔

رُکُنِ شَامِی: بیت اللہ کا شمال مغربی کونہ جو شام کی طرف واقع ہے۔

رُکُنِ یَمَانِی: بیت اللہ کے جنوب مغرب میں وہ کونہ جس کی طرف یمن واقع ہے۔ طواف کے دوران میں ممکن ہو تو اِسے صرف ہاتھ سے چھونا سنت ہے۔ اسی لیے اس کے نچلے حصے سے غلافِ کعبہ اٹھایا ہوتا ہے۔ لیکن اسے چومنا یا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ چومنا یا گزرتے ہوئے اشارہ کرنا یہ تمام کام خلاف سنت ہیں۔

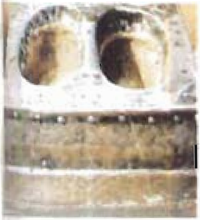
حَطِیم: رکنِ عراقی اور رکنِ شامی کے درمیان بیت اللہ کا شمالی حصہ جسے ایامِ جاہلیت میں حلال رقم کم پڑ جانے کی وجہ سے اہل مکہ تعمیر نہ کر سکے۔ اس حصے کے اردگرد آدھے دائرے کی شکل میں ایک چھوٹی سی دیوار کھینچ دی گئی ہے تاکہ لوگ اس کے باہر سے طواف کریں کیونکہ یہ بیت اللہ کا حصہ ہے۔ اِسے حِجْرِ بھی کہتے ہیں۔ جس شخص نے اس میں نفل ادا کیے گویا کہ بیت اللہ کے اندر نفل ادا کیے۔



مِیزَابِ کَعْبَہ: بیت اللہ کا پرنالہ جس کا پانی ''حطیم'' میں گرتا ہے لیکن بارش میں اس کے نیچے کھڑے ہو کر نہانے کی کوئی فضیلت نہیں۔

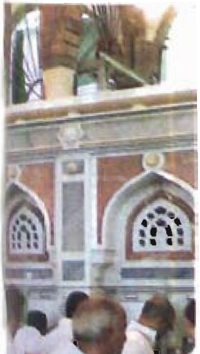
مُلْتَزَم: یعنی وہ مقام جس سے چمٹا جائے۔ دروازے اور حجرِ اَسود کے درمیان بیت اللہ شریف کی دیوار کو ملتزم اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ چمٹ کر عجز و انکسار سے دعا کرنا مسنون ہے۔

مقامِ اِبراھیم: بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے شیشے اور



سنہری جالی میں محفوظ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر اِبراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر فرماتے رہے۔ اللہ کی قدرت سے اس پتھر پر ان کے قدموں کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔

مَطَاف: بیت اللہ کے اِردگرد طواف کے لیے چھوڑی گئی خالی جگہ۔



زَمْزَم: شفا اور غذائیت سے بھر پور، انتہائی متبرک پانی جو ''حجرِ اَسود'' اور ''مقامِ ابراہیم'' کے درمیان موجود ایک کنویں سے نکلتا ہے۔ یہ کنواں محض اللہ کے حکم سے اس وقت جاری ہوا جب اس ویران پہاڑی مقام پر ننھے اسماعیل کو پیاس نے تڑپایا اور اس کی والدہ پانی کی تلاش سے مایوس ہوگئیں۔ اب یہ کنواں مطاف کے نیچے تہ خانے میں ہے تاکہ طواف میں رکاوٹ نہ ہو، البتہ پانی پوری مسجد میں ہر وقت دستیاب ہوتا ہے۔

طَوَاف: بیت اللہ شریف کے اردگرد ثواب کی نیت سے سات چکر لگانا پھر ''مقامِ ابراہیم'' پر دو رکعت نماز ادا کرنا۔

طواف کی درج ذیل قسمیں ہیں:

1 نفل طواف 2 طوافِ قُدُوم یا طوافِ تَحِیَّہ 3 طوافِ اِفَاضَہ یا طوافِ زِیَارَت 4 طَوَافِ وَدَاع۔

1 **نفل طواف:** یہ اِحرام باندھے بغیر عام لباس میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ حج یا عمرے کے علاوہ کسی کی طرف سے طواف کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

2 **طَوَافِ قُدُوم:** حاجی میقات سے اِحرام باندھ کر مکہ پہنچنے پر سب سے پہلے جو طواف کرتا ہے اِسے طَوَافِ قُدُوم کہتے ہیں۔



- اِضْطِبَاع: طوافِ قُدُوم میں اِحرام کی چادر کو دائیں بغل سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالنا اور دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے۔
- رَمَل: طوافِ قُدُوم کے ابتدائی تین چکروں میں چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر شانے ہلاتے ہوئے تیز تیز چلنا۔ یہ حکم بھی صرف مردوں کے لیے ہے۔

3 **طَوَافِ اِفَاضَہ:** دس ذوالحجہ یعنی عید الاضحیٰ کے

دن ادا کیا جانے والا طواف۔ اِسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا رکن ہے۔

4 **طَوَافِ وَدَاع:** اعمال حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے سے پہلے ادا کیا جانے والا آخری طواف۔

اِسْتِلام: حجر اسود کو بوسہ دینا، ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا یا پھر ایک ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرنا۔ یہ چاروں صورتیں اصطلاحاً اِسْتِلام کہلاتی ہیں۔

صَفَا وَمَرْوَہ: دو پہاڑیوں کے نام۔ صَفَا بیت اللہ کے جنوب مشرق اور مَرْوَہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ اب ان پہاڑیوں کے صرف نشانات باقی ہیں۔

صَفَا وَمَرْوَہ کی سَعی: صفا اور مردہ کے درمیان سات چکر لگانا۔ صفا



سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے واپس صفا تک دوسرا چکر۔ پہلا چکر صفا سے شروع ہوتا ہے اور ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ اسی طواف کو عرفِ عام میں **سَعْی** کہا جاتا ہے۔

سَعْی: صفا اور مروہ کے طواف میں بطنِ وادی کے مقام پر قدرے تیزی سے چلنے یا دوڑنے کو اصطلاحاً **سَعْی** کہتے ہیں، یہ صرف مردوں کے لیے ہے۔

مِیلَیْن اَخْضَرَیْن: وادی کے وسط میں دونوں کناروں پر لگی ہوئی سبز ٹیوبیں جو صفا و مروہ کے طواف میں نظر آتی ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ **سَعْی** صرف انھی کے درمیان کی جائے اور بقیہ چکر عام رفتار سے مکمل کیا جائے۔

مَسْعٰی: سعی کرنے کی جگہ۔

قَصْر: پورے سر کے بالوں کو قینچی یا مشین سے برابر کٹوانا۔

حَلْق: پورے سر کے بالوں کو استرے سے منڈوانا۔

مِنٰی: بیت اللہ شریف کے مشرق میں پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر موجود وادی جہاں 8 ذوالحجہ کو اور 10 سے 13 ذوالحجہ تک حاجی قیام کرتے ہیں۔

یَوْمُ التَّرْوِیَه: 8 ذوالحجہ، ایامِ حج کا پہلا دن جب حاجی مِنٰی کی جانب

روانہ ہو کر حج کا آغاز کرتے ہیں۔ **تَرْوِيَه** کے معنی ہیں سیراب کرنا۔ اس دن حجاج کرام مِنٰی روانگی سے قبل اپنے اونٹوں اور جانوروں کو پانی سے خوب سیراب کیا کرتے تھے۔

طَرِيقُ الْمُشَاة: مکہ سے مِنٰی پیدل پہنچنے کا خصوصی راستہ جس کا کچھ حصہ خوبصورت ہوا دار پہاڑی سرنگوں پر مشتمل ہے، جب کہ باقی راستے پر بھی گرمی سے بچاؤ کے لیے جا بجا چھت ڈالی گئی ہے، نیز منی مزدلفہ سے عرفات کی جانب بھی ایک طریق المشاۃ ہے۔

يَوْمِ عَرَفَه: ذوالحجہ، اَیامِ حج کا دوسرا دن جب حاجی مِنٰی سے **عُرَنَه** اور **عَرَفَات** پہنچتے ہیں۔

جمع تقديم: ظہر، عصر یا مغرب، عشاء میں سے بعد والی نماز کو پہلی نماز کے ساتھ اس کے وقت میں ادا کرنا، جیسے ظہر اور عصر کو عرفہ کے دن جمع کرتے ہیں۔

جمع تاخير: ظہر، عصر یا مغرب، عشاء میں سے پہلی نماز کو بعد والی نماز کے ساتھ اس کے وقت میں ادا کرنا، جیسے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ کی رات اکٹھا ادا کرتے ہیں۔

وَادِئ نَمِرَہ: میدان عرفات کے قریب ایک وادی جہاں حاجی 9 ذوالحجہ کو زوال سے پہلے پہنچ جائے تو زوال تک ٹھہرنا مسنون ہے۔

وَادِئ عُرَنَہ: میدان عرفات اور نَمِرَہ کے درمیان ایک وادی جہاں نبیِ اکرم ﷺ نے وقوف عرفہ سے پہلے خطبہٗ حج ارشاد فرمایا، پھر ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت میں جمع اور قصر کر کے پڑھائیں۔



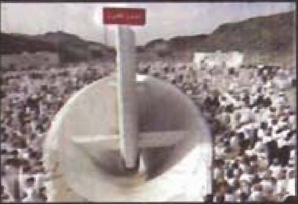
عَرَفَہ یا عَرَفَات: بیت اللہ شریف سے تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک وسیع و عریض وادی جو حدودِ حرم سے باہر ہے جہاں 9 ذوالحجہ کو وقوف کرنا (ٹھہرنا) حج کا رکن ہے۔

مَسْجِدِ نَمِرَہ: ایک بہت بڑی خوبصورت مسجد، جس کا تقریباً ایک تہائی حصہ (محراب والا) وادئ نَمِرَہ اور وادئ عُرَنَہ میں ہے جب کہ باقی دو تہائی حصہ عَرَفات میں ہے۔ اب خطبہٗ حج اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع اور قصر کے ساتھ اسی مسجد میں ادا کی جاتی ہیں۔

جَبَلُ الرَّحْمَہ: میدانِ عرفات میں واقع ایک پہاڑی جس کے پہلو

میں نبیِ اکرم ﷺ نے وقوف فرمایا اور دعائیں کیں۔ تاہم اس پہاڑی تک پہنچنا اور اس پر چڑھنا یہ سب غیر ضروری تکلفات ہیں، پورے عرفہ میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے۔

- **مُزْدَلِفَه:** مِنٰی اور عرفات کے درمیان ایک وادی کا نام۔
- **لَیْلَةُ الْمُزْدَلِفَه:** 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات جسے مزدلفہ میں سو کر بسر کرنا حج کا حصہ ہے۔
- **مَسْجِد مَشْعَرُ الْحَرَام:** وادئ مزدلفہ کی مسجد۔
- **مَشْعَرُ الْحَرَام:** مزدلفہ میں واقع ایک پہاڑی جہاں 10 ذوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد سفیدی پھیلنے تک قبلہ رخ ہو کر اللہ کا ذکر اور دعائیں کی جاتی ہیں۔
- **یَوْمُ النَّحْر:** 10 ذوالحجہ، یعنی حج کا تیسرا دن جس میں حاجی درج ذیل امور بجا لاتا ہے: 1 طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے مزدلفہ سے مِنٰی روانگی 2 طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی 3 قربانی 4 حجامت 5 اِحرام کھولنا 8 طوافِ اِفاضہ 7 صفا و مروہ کی سعی 6 واپس مِنٰی پہنچ کر رات بسر کرنا۔










وَادِیٔ مُحَسِّر: 10 ذوالحجہ کو مزدلفہ سے مِنٰی جاتے ہوئے ایک چھوٹی سی وادی جہاں اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے ابرہہ کا لشکر تباہ کیا تھا۔ اِسے تیزی سے عبور کرنے کا حکم ہے۔

مَسْجِدِ خَیْف: وادیٔ مِنٰی میں ایک خوبصورت مسجد، جس میں کئی انبیائے کرام علیہم السلام نمازیں ادا کر چکے ہیں۔

جَمَرَات: جَمْرَۃٌ کی جمع ہے، اس کے معنی ''ستون'' کے ہیں۔ عرفِ عام میں انھیں شیطان کہا جاتا ہے، مگر انھیں شیطان کہنا درست نہیں ہے۔ یہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بنے ہوئے تین ستون ہیں، جنھیں اب بہت بڑے بڑے پلوں میں سے گزار کر مزید بلند کر دیا گیا ہے۔ لوگ پلوں کے نیچے اور اوپر سے انھیں کنکریاں مارتے ہیں۔ تینوں جمرات مسجد خیف کے قریب ہیں۔

رَمْی: پھینکنا، کسی جمرے کو سات کنکریاں مارنا اور ہر کنکری پر اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا رَمْی کہلاتا ہے۔

اَلْجَمْرَۃُ الْاُوْلٰی: اِسے جَمْرَہ صُغْرٰی اور جَمْرَہ دُنْیَا بھی کہتے ہیں، یعنی سب سے پہلا، چھوٹا اور قریبی جمرہ، کیونکہ مسجد خیف سے

جمرات کی طرف آئیں تو سب سے پہلے یہی آتا ہے۔ نیز 10 ذوالحجہ کے سوا باقی ایام میں سب سے پہلے اسی کی رَمی کی جاتی ہے۔

اَلْجَمْرَةُ الْوُسْطٰی: درمیانہ جمرہ، یہ باقی دونوں جمرات کے درمیان واقع ہے۔

جَمْرَةُ الْكُبْرٰی: اِسے جَمْرَہ عَقَبَہ بھی کہتے ہیں، یعنی سب سے بڑا اور آخری جمرہ۔ مسجد خیف کی طرف سے آئیں تو یہ سب سے آخر میں پڑتا ہے اور اگر طَرِیقُ الْمُشَاۃ پر چلتے ہوئے مکہ سے مِنٰی پہنچیں تو یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ 10 ذوالحجہ کو صرف اسی کی رَمی کی جاتی ہے جب کہ باقی دنوں میں مذکورہ ترتیب کے ساتھ تینوں کی رَمی کی جاتی ہے۔ نیز باقی دونوں جمرات کی رَمی کے بعد ایک طرف ہٹ کر دعا کی جاتی ہے مگر اس کی رَمی کے بعد



دعا نہ کرنا سنت ہے۔

هَدْی: قربانی کا وہ جانور جسے حج یا عمرہ کرنے والا مکہ مکرمہ میں ذبح کرتا ہے۔

تنبیہ: ھدی اور أضحیہ میں فرق:

ھدی وہ قربانی ہے جو حجِ تمتع اور حجِ قران کرنے والے پر لازم آتی ہے۔اور صرف حدود حرم میں ہی ذبح ہوسکتی ہے، البتہ أضحیہ وہ قربانی ہے جو ہر خاص وعام صاحب استطاعت عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کرتا ہے، وہ کہیں بھی ذبح ہوسکتی ہے۔لیکن وہ حاجی سے ہرگز کفایت نہیں کرے گی۔

قِلادَہ: هَدْی (قربانی) کے جانور کے گلے میں جوتا یا کوئی اور چیز لٹکانا۔

اشعار: اگر اونٹ ہو تو اس کی کوہان کی دائیں طرف ذرا سا چیرا لگا کر نکلا ہوا خون اسکی کوہان پر مل دینا، اشعار کہلاتا ہے۔ یہ اس لیے کرتے تھے کہ کوئی اس جانور کو نقصان نہ پہنچائے اور اگر یہ گم ہو جائے تو اِسے حرم مکی کی طرف روانہ کردیا جائے۔

مُحْصَر: جو شخص میقات سے حج یا عمرے کا اِحرام باندھے، پھر راستے میں کسی رکاوٹ (خوف یا بیماری) کا شکار ہو جائے اور حج اور عمرہ ادا نہ کر سکے۔

مشروط تلبیہ: میقات پر اِحرام باندھتے وقت تلبیہ کے آخر میں یہ کہنا: اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ ''اے اللہ! میرے حلال ہونے (اِحرام کھولنے) کا مقام وہی ہو گا جہاں تو مجھے روک دے گا۔'' اس صورت میں اگر حاجی یا معتمر کسی بھی وجہ سے احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ پورا نہ کر سکا تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہو گا۔

دَمِ اِحْصَار: جس مُحرم نے اِحرام باندھتے وقت مشروط تلبیہ نہ پکارا ہو اور مکہ پہنچنے سے پہلے ہی کسی رکاوٹ کا شکار ہو جائے تو وہ ایک جانور کسی دوسرے کے ساتھ حرم بھیج دے۔ اگر بھیج نہ سکے تو رکاوٹ ہی کے مقام پر جانور ذبح کر دے گا۔ اس قربانی کو **دَمِ اِحْصار** کہتے ہیں۔

فِدیَہ: اِحرام کی کچھ پابندیاں توڑنے یا بعض اعمالِ حج میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے حج وعمرہ کرنے والا جس جرمانے یا سزا کا سامنا کرتا ہے اُسے اصطلاحاً **فِدیَہ** کہتے ہیں۔

دَم: لفظی معنی ''خون'' کے ہیں۔ فدیے میں دی جانے والی قربانی دَم کہلاتی ہے اور یہ صرف اور صرف حدود حرم میں ہی ذبح ہو گی اور وہیں کے فقراء پر تقسیم ہو گی۔

بَدَنَه: قربانی کا بڑا جانور، لیکن اس کا زیادہ تر اطلاق اونٹ پر ہوتا ہے۔

ایام مِنیٰ: قربانی کے چار دن، یعنی: 12،11،10 اور 13 ذوالحجہ کی عصر تک۔ چونکہ لوگ قربانی کے ایام، مِنیٰ میں گزارتے ہیں اس لیے انہیں ایام مِنیٰ کہا جاتا ہے۔

مَنحَر: یعنی قربان گاہ۔ مسئلے کی رو سے ہدی یا فدیے کی قربانیاں حدودِ حرم میں کسی بھی جگہ ذبح کی جاسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے سارا حرم ہی قربان گاہ ہے، مگر آج کل مِنیٰ میں ایک قربان گاہ قائم کر دی گئی ہے جسے



مَنحَر یا اَلمَسَالِخ کہا جاتا ہے۔اب تمام فدیہ اور قربانی کے جانور وہاں ہی ذبح ہوتے ہیں اور جو شخص اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی کرنا چاہے تو وہاں یہ سہولت بھی موجود ہے۔

- **تَفَث:** میل کچیل۔ اس سے مراد بدن کی صفائی اور حجامت ہے، مثلاً: پورے سر کے بال کتروانا یا منڈوانا، بغلوں سے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کرنا، مونچھیں کٹوانا، ناخن تراشنا وغیرہ۔ لہٰذا 10 ذوالحجہ کو جسم کی صفائی میں ان امور کا خیال رکھنا چاہیے۔
- **حِلَّت یا حلال ہونا:** اِحرام کی پابندیوں کو ختم کر دینا۔
- **طَوَافِ اِفَاضَہ:** 10 ذوالحجہ کو بیت اللہ کا طواف کرنا۔
- **یَومُ الرُّؤُوس:** 11 ذوالحجہ، یعنی ایام حج کا چوتھا دن۔ جب حاجی مِنٰی میں زوال کے بعد تینوں جمرات کی ''رَمْی'' کرتا ہے اور باقی وقت ذکر و تلاوت اور دعا و مناجات وغیرہ میں صرف کرتا ہے۔رُؤُوس، رَأْسٌ کی جمع ہے جس کے معنیٰ ''سر'' کے ہیں۔لوگ اس دن تک اپنی قربانی کا گوشت بنا کر تین حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے: کھانے کے لیے، تقسیم کرنے کے لیے اور ذخیرہ کرنے کے لیے البتہ ''سِریاں'' باقی بچ جاتی

تھیں۔ ان کی کثرت کی وجہ سے اس دن کا نام یَوْمُ الرُّؤُوس پڑ گیا۔

اَیَامِ تَشْرِیق: 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کو اَیَّامِ تَشْرِیق کہتے ہیں۔ تَشْرِیق کے معنی ہیں: ''کسی چیز کو دھوپ میں ڈالنا'' لوگ ان دنوں میں اپنی قربانیوں کا گوشت دھوپ میں ڈال دیتے تھے تاکہ وہ خشک ہو کر ذخیرہ کیے جانے کے قابل ہو جائے۔

لَیَالِی مِنٰی: یعنی مِنٰی کی راتیں۔ اس سے مراد 10 سے 13 ذوالحجہ تک کی راتیں ہیں۔ انھیں مِنٰی میں گزارنا ضروری ہے۔

یَوْمُ النَّفْرِ الْاَوَّل: 12 ذوالحجہ، یعنی کوچ کا پہلا اور ایام حج کا پانچواں دن۔ اس دن بھی حاجی وہی کام کرے گا جو اس نے 11 ذوالحجہ کو سرانجام دیے تھے۔ اِسے ''کوچ کا پہلا دن'' اس لیے کہا گیا ہے کہ اگر حاجی چاہے تو زوال کے بعد رَمْیِ جمرات سے فارغ ہو کر غروب آفتاب سے پہلے پہلے مِنٰی کی حدود سے نکل سکتا ہے لیکن اگر حدودِ مِنٰی کے اندر سورج غروب ہو گیا تو پھر اُسے 13 ذوالحجہ کی رَمْی تک مِنٰی میں ٹھہرنا پڑے گا۔

یَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِی: 13 ذوالحجہ، یعنی کوچ کا دوسرا اور ایام حج کا چھٹا

اور آخری دن۔ اس دن زوال کے بعد رَمْي جمرات سے فارغ ہو کر حاجی کسی بھی وقت مِنٰی سے روانہ ہوسکتا ہے۔

اَلتَّحَلُّلُ الْاَوَّل: دسویں تاریخ کو جب حاجی کنکریاں مار کر حلال ہوجاتا ہے تو اس کے لیے سوائے بیوی کے باقی تمام احرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں، اسے تحلل أصغر بھی کہتے ہیں۔

اَلتَّحَلُّلُ الثَّانی: جب حاجی حج کا طواف، یعنی طوافِ زیارت سے فارغ ہوجاتا ہے تو اب اس کے لیے بیوی بھی حلال ہوجاتی ہے، اسے تحلل اکبر بھی کہتے ہیں۔

جَبَلِ نُور: مکہ کے قریب ایک پہاڑ جہاں ''غارِحرا'' واقع ہے، جہاں نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔

جَبَلِ ثَوْر: مکہ کے قریب ایک پہاڑ جہاں ''غارثور'' واقع ہے جس





میں ہجرت کے وقت نبی اکرم ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین دن تک پناہ گزین ہوئے تھے۔

وضاحت: یاد رہے کہ تاریخی لحاظ سے ان مقامات کی زیارت کرنا جائز ہے، لیکن ان کی زیارت اعمالِ حج وعمرہ میں سے نہیں ہے، اسی طرح ان کی زیارت کو کارِ ثواب سمجھنا، ان میں نوافل ادا کرنا اور ان میں بیٹھ کر ذکر واذکار یا لمبی لمبی دعائیں کرنا یہ تمام کام خودساختہ ہیں۔

جَنَّتُ الْمُعَلّٰی: ''المعلاۃ'' مکہ مکرمہ کا قدیم قبرستان۔



مَسْجِدِ نَبَوِی: مدینہ منورہ میں موجود وہ مسجد جسے رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے خود تعمیر فرمایا تھا، اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز دیگر مساجد میں ادا کی گئیں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ: مسجد نبوی میں وہ مقام جو رسول اللہ ﷺ

کے گھر اور منبر کے درمیان واقع ہے۔ آج کل ہلکے سبز رنگ کا قالین بچھا کر اس جگہ کو دوسری جگہ سے ممتاز کر دیا گیا ہے اور اس میں داخلے کے لئے علیحدہ چوکھٹ سی بنا دی گئی ہے۔ فرمان نبوی کے مطابق یہ جگہ ''جنت کا باغ'' ہے۔

صُفَّہ: مسجد نبوی کے قریب وہ چبوترہ جہاں نادار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حصول علم کی خاطر مقیم رہتے اور اصحابِ صُفّہ کہلاتے تھے۔ روضۂ رسول ﷺ کی پچھلی طرف آج بھی اس چبوترے کا نشان موجود ہے اور اب یہ



مسجد نبوی میں شامل ہے۔

روضۂ رسول ﷺ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر جہاں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور دفنائے گئے۔ متعدد حفاظتی دیواروں میں گھری ہوئی یہ جگہ ''روضۂ رسول'' کہلاتی ہے۔ اس میں آپ ﷺ کے

ساتھ ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی موجود ہیں۔ ہر ایک کی قبر کی نشاندہی باہر لگی جالی پر بھی کر دی گئی ہے۔

بَقِيعُ الغَرْقَد: مدینہ منورہ کا وہ قدیم قبرستان جہاں بہت سے صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم دفن ہیں۔ عرفِ عام میں اسے اَلْبَقِیع کہا جاتا ہے۔ یہ آج کل تقریباً مسجد نبوی سے متصل ہے۔

مَسْجِدِ قُبَا: ہجرت کے بعد تعمیر کی گئی سب سے پہلی مسجد، جو مسجد نبوی سے تقریباً آٹھ، دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اِسے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خود تعمیر فرمایا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نکلا اور مسجد قبا میں دو رکعتیں ادا کیں، اللہ تعالیٰ اسے ایک عمرے کا ثواب عنایت فرمائے گا۔

مَسْجِدِ قِبْلَتَین: یعنی دو قبلوں والی مسجد، مسجد نبوی سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس میں "بیت المقدس" کی طرف رخ کر کے نماز ہو رہی تھی کہ ایک صحابی نے، جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز ادا کر کے آیا تھا، تحویل قبلہ کی اطلاع دی تو نمازیوں نے دوران نماز

ہی بیت اللہ شریف کی طرف رخ موڑ لیا، اسی وجہ سے اِسے **مَسْجِدِ قِبْلَتَیْن** کہا جاتا ہے۔ آج بھی بیت اللہ کی مخالف سمت دیوار پر مصلے کا نشان موجود ہے۔

سَبْعَة مَسَاجِد: وہ مقام جہاں جنگ اَحزاب کے موقع پر مدینہ منورہ کے دفاع کے لیے خندق کھودی گئی تھی۔ ترکوں نے مختلف خیموں کی مناسبت سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی سات مسجدیں بنا دی تھیں جو سَبْعَة مَسَاجِد کہلاتی ہیں۔ یہ جگہ اب مدینہ منورہ شہر میں شامل ہے۔

اُحُد: مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ جس کے دامن میں جنگِ اُحد لڑی گئی۔ وہیں شہدائے اُحد کا قبرستان بھی ہے۔





باب 5

حج وعمرہ کے اہم امور

حج کے مہینے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾

''حج کے مہینے مقرر ہیں۔'' (البقرۃ 2:197)

حج کے مہینے یہ ہیں: 1 شوال 2 ذوالقعدہ 3 ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔ حج کے لیے اِحرام صرف انھی مہینوں میں باندھا جا سکتا ہے جبکہ عمرے کے لیے احرام سال بھر میں کسی بھی وقت باندھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: بعض نے یومِ عرفہ، دس ذوالحجہ کے دن اور ایام تشریق (13،12،11) میں عمرہ کرنے کو مکروہ جانا ہے۔ یہ بات بلا دلیل ہے، ان ایام میں عمرے کی ممانعت پر کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے۔

شرائط حج: 1 مسلمان ہونا 2 عاقل و بالغ ہونا 3 تندرست وصحت



مند ہونا 4 صاحب استطاعت ہونا 5 راستے کا پُرامن ہونا، یعنی کسی قسم کی رکاوٹ کا نہ ہونا۔

عورتوں کے لیے ان شرائط کے علاوہ دو شرطیں اور بھی ہیں:

الف: خاوند یا مَحْرَم کا ساتھ ہونا۔

(صحيح البخاري، جزاء الصيد، حديث: 1862)

مَحْرَم کون کون ہیں؟

عورت، شوہر کے علاوہ، جن کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اور جن کو مَحْرَم کہا جاتا ہے، وہ کون کون ہیں؟

- نسب کے اعتبار سے مَحْرَم حسب ذیل ہیں:

باپ، دادا، بیٹا، پوتا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، ماموں، چچا اور تایا۔

- رضاعت کے اعتبار سے، یعنی عورت نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کی وجہ سے بھی مذکورہ رشتے اس کے لیے حرام ہو جائیں گے،

یعنی وہ بھی اس کے مَحْرَم ہوں گے، جیسے: رضاعی ماں کا خاوند، دودھ پینے والی عورت کا باپ تصور ہوگا۔ اسی طرح اس کے بیٹے اس کے بھائی، اس کے بھائی کے بیٹے بھتیجے، اس کی ہمشیرہ کے بیٹے بھانجے شمار ہوں گے اوراس کے محرم ہوں گے۔ علاوہ ازیں رضاعی ماں کے بھائی ماموں، اس کے خاوند کے بھائی چچا ہوں گے اور محرم ہوں گے۔

- سسرالی رشتوں میں، سسر(شوہر کا باپ) شوہر کا (پہلی بیوی سے) بیٹا اور عورت کا داماد مَحْرَم ہیں۔ مَحْرَم کی اصولی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ جس کے ساتھ عورت کا کبھی نکاح نہ ہو سکے وہ اس کا مَحرم ہے، جیسے: باپ، بیٹا، سسر، داماد وغیرہ رشتے ایسے ہیں کہ جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے بہنوئی محرم نہیں ہے کیونکہ بہنوئی سے عورت کا رشتہ اس وقت ہوسکتا ہے جب اس کی بیوی، جو کہ عورت کی ہمشیرہ ہے، فوت ہوجائے یا طلاق وخلع وغیرہ کے ذریعے ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے۔ اسی طرح جیٹھ اور دیور بھی مَحرم نہیں، اس لیے کہ ان سے بھی اس وقت عورت کا نکاح ہوسکتا ہے جب اس کا خاوند فوت ہوجائے یا طلاق وخلع وغیرہ کے ذریعے ان میں جدائی ہو جائے۔

عورت کو محرم سے پردے کا حکم نہیں، اسی لیے بہنوئی اور دیور جیٹھ سے پردہ کرنے کا حکم ہے کیونکہ وہ مَحْرَم نہیں ہیں۔

عورت کے حج کے لیے دوسری شرط ہے۔

ب. حالت عدت میں نہ ہونا۔ (عدت کی تفصیل حسب ذیل ہے: 1 خاوند کی وفات پر بیوہ کی عدت (قمری حساب سے) چار ماہ دس دن ہے۔ 2 حمل کی صورت میں طلاق کی عدت وضع حمل ہے۔ 3 ماہواری آنے کی صورت میں طلاق کی عدت تین حیض ہے۔ 4 کسی وجہ سے ماہواری نہ آنے کی صورت میں طلاق کی عدت تین قمری مہینے ہے۔)

عدت کے دوران میں حج کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

عدت کی تین صورتیں ہیں:

1 پہلی یا دوسری طلاق یافتہ عورت کی عدت۔

2 وہ عورت جس کو طلاقِ بَتّہ (بائنہ) مل گئی، ہو اس کی عدت۔



3 جس عورت کا خاوند فوت ہوگیا ہو، اس کی عدت۔

1 جس عورت کو پہلی یا دوسری طلاق ملی ہو اور وہ اس کی عدت، جو کہ تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل ہے، گزار رہی ہو۔ اس کے لیے تو حکم یہ ہے کہ وہ عدت کے دوران میں اپنے خاوند ہی کے گھر میں رہے کیونکہ پہلی اور دوسری طلاق، طلاق رجعی ہوتی ہے، یعنی اس میں خاوند کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، گھر میں رہنے کا فائدہ یہی ہے کہ شاید اس کو اپنے فعل پر ندامت ہو اور وہ رجوع کر لے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾

''تم ان کو ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔''

(الطلاق 65:1)

ظاہر بات ہے کہ یہ مطلقۂ رجعیہ عدت کے دوران میں حج پر نہیں جاسکتی۔

2 وہ عورت جو مَبْتُوتَہ ہے، یعنی اسے مختلف اوقات میں تین طلاقیں مل چکی ہیں۔ ایسی تیسری طلاق کو طلاق بائنہ یا طلاق بَتَّہ کہتے ہیں جس

کا مطلب یہ ہے کہ اس طلاق کے بعد اس کا تعلق اپنے خاوند سے قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے، اب نہ رجوع ہو سکتا ہے اور نہ نکاح۔

﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾

''یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے۔''

(البقرۃ 2:230)

ایسی عورت حج پر جا سکتی ہے، اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

3 تیسری عورت وہ ہے جو بیوگی کی عدت گزار رہی ہے، یعنی اس کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی عدت کی مدت 4 مہینے 10 دن ہے۔ بعض آثار کی بنیاد پر بعض علماء کی رائے میں یہ عورت حج پر جا سکتی ہے۔

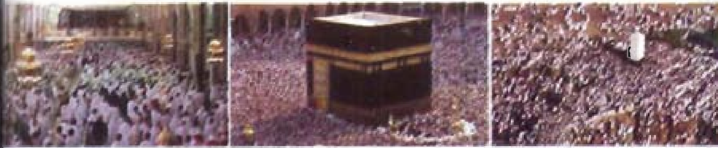
(أحکام النساء: 2/447، تالیف مصطفیٰ العدوی، طبع دار ابن عفان، قاہرۃ، مصر: 1999)

- لیکن جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ عورت پہلے عدّت گزارے اور آئندہ سال حج پر جائے اگر دیگر شرطیں پوری ہوں۔ یہی رائے زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

ارکان حج

1 حج کی نیت کرنا 2 وقوفِ عرفہ 3 طوافِ زیارت 4 صفا و مروہ کی سعی

ان چار ارکان میں سے اگر ایک رکن بھی رہ گیا تو حج نہیں ہوگا۔



فرائض حج

1 میقات سے احرام باندھنا (احرام کی نیت کر کے احرام والا لباس پہننا۔)

2 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی شب مزدلفہ میں گزارنا۔

3 سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔

4 ایام تشریق، یعنی 12،11 اور 13 ذوالحجہ میں سے کم از کم ابتدائی دو راتیں منیٰ میں گزارنا۔

5 تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا۔

6 طواف وداع کرنا۔ البتہ حیض ونفاس والی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں،








ان کے لیے اجازت ہے کہ وہ طواف وداع کیے بغیر اپنے ملک کو روانہ ہوسکتی ہیں بشرطیکہ انھوں نے 10 ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرلیا ہو۔

وضاحت: اگر کوئی محرم حج قران یا حج تمتع کررہا ہو تو اس پر قربانی بھی فرض ہے۔

مانع حیض گولیوں کا استعمال: آج کل حیض کی عارضی بندش کے لیے گولیاں مل جاتی ہیں، ڈاکٹر کے مشورے سے ان کے استعمال کو علماء نے جائز قرار دیا ہے، اس لیے اگر ان کے استعمال سے حیض کے آنے کا خطرہ نہ رہے اور پورے سفر حج میں وہ مشکلات پیدا نہ ہوں جو حیض کی وجہ سے طوافِ قدوم اور طوافِ زیارت کے موقع پر پیش آتی ہیں تو ان گولیوں کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ صحت کے لیے مضر نہ ہوں، بنابریں ڈاکٹر سے مشورہ ضرور کرلیا جائے۔

مذکورہ امور کے سوا بقیہ تمام مناسکِ حج سنت ہیں۔

تنبیہات:

- جو حاجی حج کا کوئی رکن ادا نہ کر سکے اس کا حج نہیں ہے، اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

- جو حاجی حج کے فرائض و واجبات میں سے کوئی فرض یا واجب چھوڑ دے گا تو راجح قول کے مطابق وہ توبہ و استغفار کرے، اس پر کوئی دم نہیں ہے۔ (الموسوعة الفقهية الميسرة: 4/295)
- جو شخص قربانی نہ کر سکتا ہو وہ 3 روزے حج کے دنوں میں اور 7 روزے واپس گھر پہنچ کر رکھے گا۔
- جو شخص کسی وجہ سے حج کی کوئی سنت ادا نہ کر سکے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہوگا۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں: 1 قِرَان 2 تَمَتُّع 3 اِفْرَاد

حَجِّ قِرَان: لغوی اعتبار سے قِرَان کے معنی ''ملانا'' ہیں۔

حَجِّ قِرَان کرنے والا اِحرام باندھتے وقت حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہے اور دونوں کو ایک ہی اِحرام [نیت] میں ادا کرتا ہے، یعنی دونوں کے درمیان حلال نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے قِرَان کہتے ہیں۔ اس میں قربانی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: نبیِ اکرم ﷺ نے زندگی میں ایک حج کیا اور وہ قِران تھا۔

حَجِّ تَمَتُّع: لغت میں تَمَتُّع کے معنیٰ ''فائدہ اٹھانا'' ہیں۔

حَجِّ تَمَتُّع کرنے والا میقات سے عمرے کا اِحرام [نیت] باندھتا ہے اور ادائیگیٔ عمرہ کے بعد اِحرام کھول کر حِلّت کا فائدہ اُٹھاتا ہے، یعنی حلال ہو جاتا ہے اور 8 ذوالحجہ کو مکہ ہی سے دوبارہ حج کا اِحرام باندھتا ہے، اس لیے اسے حَجِّ تَمَتُّع کہتے ہیں۔اس میں قربانی کرنا ضروری ہے۔

حَجِّ اِفْرَاد: اِفْرَاد کے معنیٰ ''کسی چیز کو اکیلا کرنا'' ہیں۔

حَجِّ اِفْرَاد کرنے والا میقات سے صرف حج کا احرام اور حج کی نیت کرتا ہے، اس لیے اسے حج افراد کہتے ہیں۔اس میں قربانی کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔



حج کی اقسام میں سے کون سا حج افضل ہے؟

ویسے تو اسلام میں یہ تینوں اقسام کے حج جائز اور درست ہیں، ان میں سے کوئی سا بھی حج کر لیا جائے تو مسلمان اسلامی فریضے سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود حج قران کیا تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے حج تمتع کرنے کے شوق کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی صحابہ کو بھی حکم دیا کہ وہ اپنی نیتوں کو حج تمتع میں بدل لیں، جن صحابہ نے آپ ﷺ کے حکم کے بعد بھی نیتیں نہیں بدلی تھیں آپ ﷺ نے ان پر غصے کا اظہار بھی فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1211) آپ ﷺ کے ساتھ چونکہ قربانی تھی اس لئے آپ اپنی نیت نہ بدل سکے۔ لہٰذا ان تینوں اقسام میں سے حج تمتع کرنا



سب سے افضل ہے۔

حَجِّ بَدَل: یعنی دوسرے کی طرف سے حج کرنا اور یہ جائز ہے بشرطیکہ حج بدل کرنے والا پہلے خود اپنا حج کر چکا ہو۔اور جس کی طرف سے حج ہو رہا ہے وہ فوت شدہ ہو یا انتہائی مریض ہو جو کسی صورت سفر کے قابل نہ ہو۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث:1811)

حَجِّ بَدَل کرنے والا اِحرام سے قبل نیت کرتے ہوئے اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے وہ حج کر رہا ہے،یعنی اِحرام باندھنے کے الفاظ دہراتے وقت آخر میں ''عَنْ'' کہے، پھر اس آدمی کا نام لے، مثلاً:

اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا عَنْ

مسئلہ: اگر بالفرض وہ اس کا نام لینا بھول گیا یا نام ہی بھول گیا تو نیت ہی کافی ہے۔اسی طرح حج کے طریقے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ: حج بدل کی طرح عمرہ بھی دوسرے کی طرف سے کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس شخص نے پہلے اپنا عمرہ ادا کیا ہو۔ نیز عمرے کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔(سنن أبي داود، المناسك، حديث:1810)

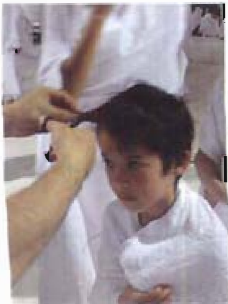
بچوں کا حج: نابالغ بچے بھی حج کر سکتے ہیں۔ ان کے حج کا اجر و ثواب والدین کو ملے گا۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث:1336)

بچوں کی کسی غلطی پر کوئی دم یا فدیہ نہیں: نبی ﷺ نے فرمایا:

''تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سویا ہوا حتی کہ بیدار ہو جائے، بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے اور پاگل حتی کہ اس کا پاگل پن ختم ہو جائے۔'' (سنن أبي داود، الحدود، حديث:4403)

کم سنی میں حج کرنے سے فرضیت ساقط نہیں ہوتی: اگر کسی بچے نے بلوغت سے قبل حج کیا تو اس سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔ بلوغت اور استطاعت کی صورت میں اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

(المعجم الأوسط للطبراني:3/353، حديث:2752)







باب 6

میقات، اِحرام اور تلبیہ

حج اور عمرے کے لیے اِحرام باندھنے کے مقام اور وقت کو مِیقَات کہا جاتا ہے۔ مختلف جہتوں کے اعتبار سے اِحرام باندھنے کے مقامات بھی مختلف ہیں:

- **یَلَمْلَم:** پاکستان، بنگلہ دیش، اِنڈیا اور ان سے ملے ہوئے علاقوں سے آنے والے عازمین حج کے لیے میقات یَلَمْلَم ہے۔ نیز اہلِ یمن کا میقات بھی یہی ہے۔
- **ذُوالْحُلَیْفَه:** مدینہ اور اس سے ملے ہوئے علاقوں کے لوگوں کے لیے میقات ذُوالْحُلَیْفَه ہے جس کا نیا نام بِئْرِ عَلِی یا آبَارِ عَلِی ہے۔
- **جُحْفَه:** شام اور مصر وغیرہ کے لوگوں کے لیے میقات جُحْفَه ہے۔
- **ذَاتُ العِرْق:** عراق والوں کا میقات ذاتُ العِرْق ہے۔

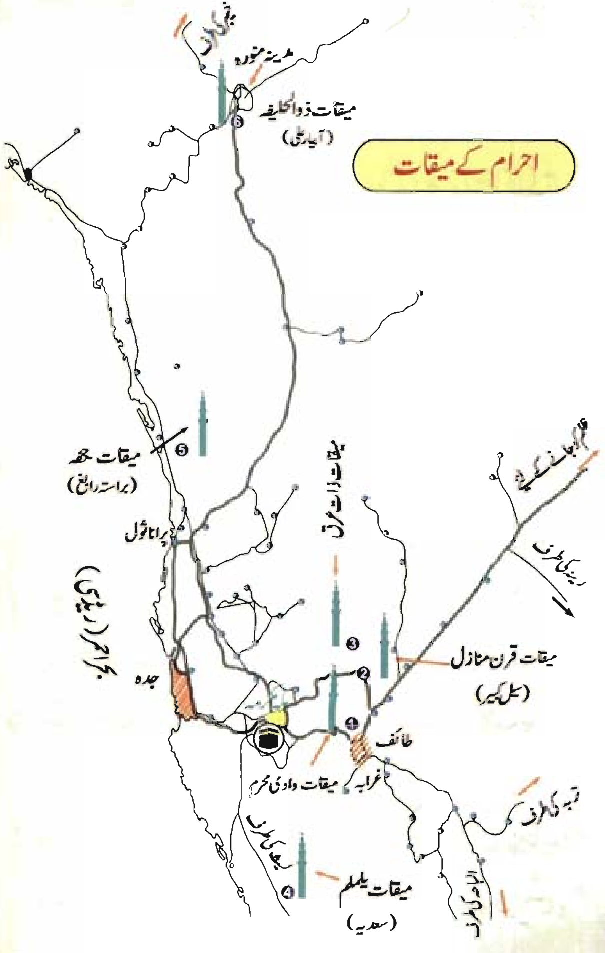
قَرْنُ الْمَنَازِل: نجد والوں کے لیے میقات قَرْنُ الْمَنَازِل یا سَیْلِ کَبِیر ہے۔

جولوگ ان مقامات اور مکہ کے درمیان رہائش پذیر (مقامی) ہیں، مثلاً: جِعِرَّانَہ اور عُسْفَان وغیرہ میں رہتے ہیں، وہ اپنی رہائش گاہ ہی سے اِحرام باندھیں گے حتیٰ کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ مگر مکہ والوں کو عمرے کا احرام باندھنے کے لیے حدود حرم سے باہر آنا پڑے گا، مثلاً عرفات یا مسجد عائشہ وغیرہ۔

ضروری وضاحت: آج کل حج اور عمرے کے لیے زیادہ تر فضائی سفر اختیار کیا جاتا ہے، اس لیے مناسب ہے کہ روانگی کے وقت ایئرپورٹ ہی سے احرام کا لباس پہن لیا جائے۔ البتہ حج یا عمرے کا تلبیہ میقات سے گزرتے ہوئے شروع ہوگا۔ میقات کی حدود شروع ہونے پر ہوائی جہاز میں باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ جدہ پہنچ کر احرام باندھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ [شیخ عثیمین]

مسئلہ: ہوائی سفر نہ بھی ہو تو میقات سے پہلے احرام کا لباس پہننا جائز ہے، تاہم نیت میقات سے یا اس کے برابر سے گزرتے ہوئے ہی ہوگی۔

احرام کے میقات



اِحرام

جس طرح نمازی تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہوتا ہے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اس پر کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں، اسی طرح حج یا عمرہ کرنے والا اِحرام کے بعد حج اور عمرے میں داخل ہو جاتا ہے اور اس پر بھی کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔

اِحرام سے قبل غسل کرنا: حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے کے لئے مستحب (پسندیدہ) ہے کہ وہ پہلے غسل کرے کیونکہ نبی ﷺ سے ایسے ہی ثابت ہے۔ (جامع الترمذي، الحج، حديث:830)

لیکن واضح رہے کہ سرتا پا صفائی (زیر ناف بالوں اور بغلوں کی صفائی) کو اس وقت تک مؤخر کرنا اور اس تاخیر کو مسنون سمجھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر حاجی یا معتمر مرض یا کسی اور وجہ سے غسل نہیں کر پایا یا نہیں کرسکتا تو وہ غسل کے بغیر بھی احرام باندھ سکتا ہے، اس کے حج یا عمرے میں کسی بھی قسم کا خلل واقع نہیں ہوگا۔

بدن پر خوشبو لگائے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1539)

مسئلہ: احرام باندھتے ہوئے کپڑوں پر خوشبو کا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔

عورتوں کو چاہیے کہ وہ بھی احرام سے قبل غسل کریں، نیز وہ عورتیں جو حالت حیض یا نفاس میں ہوں، وہ بھی غسل کر کے احرام باندھیں۔
(صحیح مسلم، الحج، حدیث:1209)

احرام باندھتے وقت دو قسم کی عورتوں کے لیے غسل ضروری ہے:

احرام باندھتے وقت غسل کرنا مرد کے لیے ضروری ہے نہ عورت کے لیے، البتہ یہ مستحب (بہتر) عمل ہے۔ تاہم عورت کے لیے دو حالتوں میں غسل ضروری ہے۔

- حج یا عمرے کے لیے جاتے ہوئے راستے میں اگر عورت کو زچگی (ولادت) ہو جائے تو اس کے لیے غسل ضروری ہے۔ نبی ﷺ کے سفر حج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس کے ہاں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی تو نبی ﷺ نے ان کو غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم دیا، یہ واقعہ مدینے سے نکلنے کے بعد شجرہ (ذوالحلیفہ) کے مقام پر پیش آیا۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث:1210,1209)
- یا عورت حائضہ ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ غسل کر

لے اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے سارے مناسک ادا کرلے، پاک ہونے کے بعد طواف بھی کر لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سفر حج میں یہی معاملہ پیش آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غسل کر کے سوائے طواف کے سارے مناسک حج ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔



مَردوں کا اِحرام: مردوں کے لیے دو صاف ستھری چادریں (اگر سفید ہوں تو بہتر ہے) احرام کا لباس ہیں۔ ایک بطور تہبند باندھنے کے لیے اور دوسری اوپر اوڑھنے کے لیے، لیکن سر اور چہرہ ننگا رہے۔ جوتا کوئی سا بھی پہنا جاسکتا ہے، البتہ ٹخنے ننگے ہوں۔

(صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1545-1542)

مسئلہ: احرام کا لباس نیا اور غیر استعمال شدہ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ پرانا اور استعمال شدہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ وہ ایک لباس ہی ہے اسے جتنی بار چاہیں استعمال کریں۔

مسئلہ: گھڑی، انگوٹھی، عینک اور پرس والا بیلٹ وغیرہ پہننے میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے۔

عورتوں کا اِحرام: عورتوں کے لیے کوئی مخصوص احرام نہیں۔ وہ جو بھی کپڑے پہنے ہوئے ہوں انھی کو بطورِ احرام اختیار کرسکتی ہیں، البتہ نہ دستانے پہنیں اور نہ نقاب پہنیں۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1825)

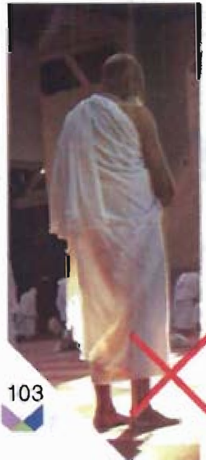


واضح رہے کہ نقاب سے مراد وہ کپڑا ہے جو چہرے کے مطابق سلائی کیا جاتا ہے، احرام کی حالت میں وہ پہننا منع ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت پردہ ہی نہ کرے۔

حالت اِحرام میں اجنبیوں سے پردہ: نبی ﷺ کی بیویاں امہات المؤمنین فرماتی ہیں ''کہ جب لوگ گزرتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر لٹکا لیتی تھی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ احرام والی عورتیں نقاب کے علاوہ بڑی چادر سے پردہ کریں، سادگی اپنائیں، نظریں نیچی رکھیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات اسی طرح کرتی تھیں۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث:1833)

اب چونکہ تمام مقاماتِ حج پر مردوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مرد نہ ہوں، اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالتِ احرام میں بھی اپنا چہرہ ہر جگہ ڈھانپ کر رکھے، اس کے لیے کسی قسم کے تکلف کی ضرورت نہیں، جس طرح بھی وہ چہرہ ڈھانپ سکتی ہے، ڈھانپے، بڑی چادر سے، یا سکارف سے یا کسی اور طریقے سے۔ چہرہ کھلا رکھنا اس کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے، سوائے محرم مردوں کے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ غیر محرم مردوں کی موجودگی میں سب کے نزدیک بالاتفاق چہرہ چھپانا ضروری ہے۔ واللہ أعلم.



احرام کے بعد غیر مسنون اعمال سے اجتناب:

- بعض لوگ احرام کے آغاز ہی سے ''اِضْطِبَاع'' (دایاں کندھا ننگا) کر لیتے ہیں اور اسی حالت میں نمازیں ادا کرتے رہتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ نماز کی حالت میں کندھے کھلے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث: 359)

نیز نبی ﷺ سے اِضْطِبَاع صرف طَوَافِ قُدُوم میں ثابت ہے۔

(جامع الترمذي، الحج، حديث: 859)

- احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔
- بعض عورتیں سر کی دونوں جانب پنکھا نما کوئی چیز باندھتی ہیں یا دھوپ سے بچاؤ والا ہیٹ پہن کر اس کے اوپر نقاب ڈالتی ہیں تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے، یہ محض تکلف ہے۔
- بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ احرام کے بعد مووی بنواتے اور تصویریں کھنچواتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز، حرام اور آدابِ حج کے منافی ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں ریاکاری کی وجہ سے حج کے ثواب ہی سے محروم نہ رہ جائیں۔



اِحرام کا تلبیہ

- عُمْرَہ اور حَجِّ تَمَتُّع کرنے والا میقات سے روانہ ہوتے وقت یہ الفاظ کہے: اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ عُمْرَةً

"یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں عمرے کے لیے حاضر ہوں۔"

- حَجِّ قِرَان کرنے والا یہ الفاظ کہے:

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ حَجًّا وَّ عُمْرَةً

"یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں حج اور عمرے کے لیے حاضر ہوں۔"

- حَجِّ اِفْرَاد کرنے والا یہ الفاظ کہے: اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ حَجًّا

"یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں حج کے لیے حاضر ہوں۔"

اسی طرح حَجِّ تَمَتُّع کرنے والا 8 ذوالحجہ کو جب حج کے لیے احرام باندھے گا تو وہ بھی حَجِّ اِفْرَاد والے الفاظ کہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے میقات سے حَجِّ اِفْرَاد یا حَجِّ قِرَان کا احرام باندھا ہے لیکن مکہ پہنچنے کے بعد اس کا ارادہ بدل جاتا ہے اور وہ اِفرَاد یا قِرَان کو تَمَتُّع میں تبدیل کر لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں اور نہ اس پر کوئی

دم یا فدیہ ہی ہے، البتہ حَجِّ قِرَان کرنے والا اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہو تو وہ اسے حَجِّ تَمَتُّع میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1638، وصحيح مسلم، الحج، حديث: 1211)

مشروط اِحرام باندھنا: ایک بیمار شخص میقات پر احرام باندھتے وقت قدرے صحت مند ہے، مگر اسے یہ خدشہ ہے کہ اس کی تکلیف بڑھ سکتی ہے یا دوبارہ شروع ہوسکتی ہے یا کوئی اور ایسا عذر پیش آ سکتا ہے جو حرم تک پہنچنے سے رکاوٹ کا باعث ہوگا، تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے ذکر شدہ الفاظ کے بعد یہ الفاظ بھی کہے:

اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي

”اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے گا۔“ (صحيح البخاري، النكاح، حديث: 5089)

مسئلہ: اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ اگر رکاوٹ پیش آنے کی صورت میں اِحرام کھولنا پڑ گیا تو اسے فدیہ نہیں دینا پڑے گا اور اس کا حج نفلی ہے تو قضاء بھی نہیں دینی پڑے گی۔ (مناسك الحج والعمرة للإمام الألباني، ص: 15)

لیکن اگر اس نے مشروط اِحرام نہیں باندھا تھا اور رکاوٹ کی صورت

میں قربانی کرنا اس کی استطاعت میں ہے تو اپنی قربانی کسی کے ساتھ حرم بھیج دے تاکہ وہاں ذبح ہو جائے، پھر اندازاً اس کے ذبح ہونے پر اِحرام کھول دے اور اگر وہ قربانی نہیں بھیج سکتا تو رکاوٹ کے مقام ہی پر قربانی ذبح کر دے اور حجامت کے بعد اِحرام کھول دے اور اگر قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو (حج تمتع کی طرح دس) روزے رکھے۔

(صحيح البخاري، المحصر، حديث: 1807,1810، وأضواء البيان، ص:83-85)

تلبیہ کے الفاظ: حج یا عمرہ کرنے والا اِحرام باندھنے کے بعد میقات سے تلبیہ شروع کر دے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

”حاضر ہوں، یا اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں پھر حاضر ہوں۔ یقیناً سب تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور ساری بادشاہت بھی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1549)



نبی ﷺ سے تلبیہ کے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ ''اے معبود برحق! میں حاضر ہوں''

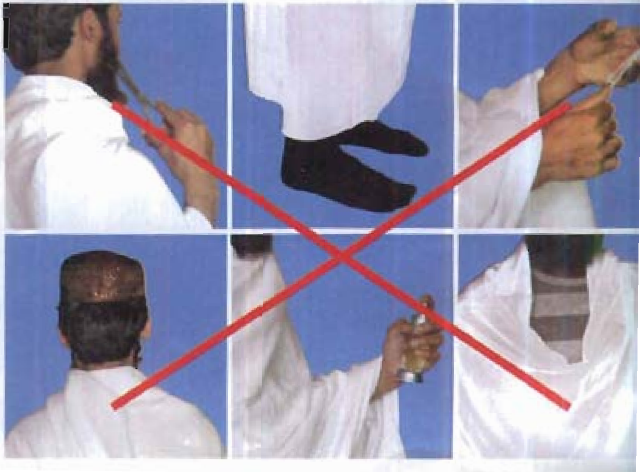
(سنن النسائي، مناسك الحج، حديث:2753)

تلبیہ کب ختم کیا جائے؟: عمرہ کرنے والا مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جب طواف شروع کرنے لگے تو تلبیہ بند کر دے۔ (جامع الترمذي، الحج، حديث: 919) جبکہ حج کرنے والا 10 ذوالحجہ کے دِن بڑے جمرے کو کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ ختم

کرے گا۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1685)

اِحرام کی پابندیاں: احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ کرنے والے پر کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں:

مردوں کے لیے: ■ سلا ہوا کپڑا پہننا ■ پگڑی، ٹوپی یا رومال وغیرہ اوڑھنا ■ موزے یا جرابیں پہننا ■ خوشبو لگانا ■ سر کے بال کٹوانا اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے جمہور علماء نے جسم کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی کو بھی ممنوع قرار دیا ہے اور اسی طرح ناخن کاٹنے کو بھی۔ (شیخ عثیمین رحمہ اللہ) ■ بیوی سے استمتاع



■ نکاح کرنا، نکاح کرانا یا اس کا پیغام بھیجنا ■ خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں مدد دینا۔

عورتوں کے لیے: ■ خوشبو لگانا ■ بال اور ناخن کاٹنا ■ دستانے پہننا ■ نقاب (چہرے کے مطابق سلا ہوا کپڑا) پہننا ■ شکار کرنا یا شکار میں مدد دینا ■ خاوند سے ملاپ ■ نکاح کرنا، کرانا یا اس کا پیغام بھیجنا۔

اگر کوئی شخص حالت احرام میں فوت ہو جائے؟: اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں فوت ہو جائے تو اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے اور اسے احرام ہی کی چادروں میں کفن دیا جائے۔

(سنن النسائي، مناسك الحج، حديث: 2856)

احرام میں جائز امور: ■ حج یا عمرہ کرنے والا حالتِ احرام میں بغیر خوشبو والے صابن اور شیمپو سے غسل کر سکتا ہے۔ ■ آنکھوں کے علاج کے لیے سرمہ یا دوائی ڈال سکتا ہے۔ ■ جسم کے کسی حصے سے علاج کے لیے خون نکلوا سکتا ہے۔ ■ ایسا تیل لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔ ■ کسی قسم کی بیماری کا علاج کرا سکتا ہے۔ ■ جسم پر خارش کر سکتا

ہے۔ ■ چھتری استعمال کرسکتا ہے۔ ■ سر پر وزن اٹھا سکتا ہے۔
■ احرام کی چادریں دھو یا بدل سکتا ہے۔ ■ سمندری شکار کرسکتا
ہے۔ ■ سانپ، بچھو، کوا، چیل اور کاٹنے والے کتے کو مار سکتا ہے۔





باب 7

عمرے کا بیان

احرام باندھنا

- آفاقی (میقات کے باہر سے آنے والا) میقات سے احرام باندھے گا۔
- جو میقات اور حرم کے درمیان رہائش پذیر ہے وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔
- جو مکہ میں سکونت پذیر ہے اسے حل سے آکر احرام باندھنا چاہیے۔
- احرام باندھنے کے بعد اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ عُمْرَۃً کے الفاظ کہیں۔
- اگر کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ ادا کرنا ہو تو ان الفاظ کے آخر میں عَنْ کہہ کر اس کا نام لیں۔
- راستے میں موقع بموقع بلند آواز سے تلبیۂ توحید پکارتے رہیں۔

- عورتیں دھیمی آواز ہی میں تلبیہ پکاریں گی۔
- مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد تلبیہ پکارنا ختم کر دیں۔

مسجد حرام میں داخل ہونا: میقات سے اِحرام باندھ کر تلبیہ پکارتے ہوئے مسجدِ حرام میں داخل ہوں۔ مسجد حرام کے کئی دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر اس کا نام لکھا ہے۔ کسی مخصوص دروازے سے داخل ہونے کی شریعت میں کوئی پابندی نہیں۔ عام مساجد کی طرح مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت بھی پہلے دایاں پاؤں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

''اللہ کے نام سے (مسجد میں داخل ہوتا ہوں) اور اللہ کے رسول (ﷺ) پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

(سنن ابن ماجه، الصلاة، حديث: 771، وجامع الترمذي، الصلاة، حديث: 314، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث: 713)

- مسجد حرام میں داخل ہونے سے پہلے اپنی قیام گاہ یا مسجد سے باہر

بنائی گئی وضو کی جگہوں سے وضو کر لیں۔

ضروری وضاحت: اکثر لوگ مسجد حرام میں نمازیوں کے آگے سے گزرنے کو گناہ نہیں سمجھتے۔ یاد رکھیے! نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے، جہاں تک ہو سکے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی میں بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ البتہ جب جماعت ہو رہی ہو تو امام کے سُترہ ہونے کی وجہ سے کسی ضرورت کے سبب صفوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔



اسی طرح یہ بات بہت مشہور ہے کہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا کی جائے وہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے، یہ بات بلا دلیل ہے۔

ممنوعہ اوقات میں طواف اور نماز کا حکم: ممنوعہ اوقاتِ نماز (نمازِ فجر سے سورج نکلنے تک، زوال کے وقت اور نمازِ عصر سے سورج ڈوبنے تک کے اوقات) میں بیت اللہ کا طواف کرنا، طواف کی دو رکعتیں یا دیگر

نوافل ادا کرنا جائز ہے۔ یعنی عام مساجد سے ہٹ کر مسجد حرام میں نماز کے ممنوعہ اوقات نہیں ہیں۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1894)

نوٹ: مساجد میں داخل ہونے کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نماز تَحِيَّةُ الْمَسْجِد ادا کی جائے، خواہ فرضوں میں شامل ہو کر ہو یا سنتوں کی شکل میں یا الگ نفلوں کی صورت میں، الغرض نماز پڑھے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ مگر حج اور عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ جب وہ مسجد حرام میں حج یا عمرے کی نیت سے داخل ہو رہا ہے تو پہلے طواف کرے، حاجی طواف قدوم کرے گا اور عمرہ کرنے والا اپنے عمرے کا طواف کرے گا، الّا یہ کہ فرض نماز کا وقت ہے تو پہلے باجماعت نماز ادا کر لے اور اگر فرض نماز کا وقت نہیں تو طواف سے عمرے کا آغاز کر دے۔ اس طواف کو ''طوافِ قدوم'' کہتے ہیں۔

مسئلہ: صرف حج اِفراد کا اِحرام باندھنے والے کے لیے حج سے پہلے طواف کرنا مسنون ہے، فرض یا واجب نہیں۔ اگر کوئی شخص تاخیر سے ذوالحجہ کی 8 یا 9 تاریخ کو مکہ پہنچتا ہے تو وہ سیدھا منٰی یا عرفات چلا جائے۔

طواف کرنے والا باوضو ہو کر طواف کرے تو یہ اس کے لیے مستحب

ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے اس موقع پر سب سے پہلے وضو کیا تھا۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1614) دوران طواف میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے واجب یا شرط نہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی ابن تیمیة رحمه الله: 26/123-126) اور بقیہ چکر پورے کر لے۔ تاہم بغیر وضو کیے بھی طواف جاری رکھے تو جائز ہے اور طواف کے چکر پورے کرنے کے بعد وضو کر لے اور دو رکعت نماز ادا کر لے۔

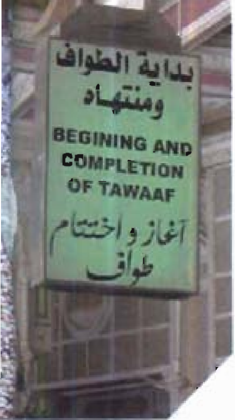
اِضطِبَاع (دائیں کندھے کو ننگا کرنا): مردوں کو چاہیے کہ وہ طواف شروع کرنے سے پہلے احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالیں کہ دایاں کندھا ننگا ہو جائے۔ اس کیفیت کو اِضطِبَاع کہا جاتا ہے۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1884) یہ اضطباع ساتوں چکروں تک برقرار رکھنا ہے، اس کے بعد نہیں۔



مسئلہ: مُحرِم مرد کے لیے اِضطِبَاع کی کیفیت اختیار کرنا صرف عمرے کے طواف میں اور حاجی کے لئے صرف طواف قدوم ہی میں مسنون ہے۔

طواف کا طریقہ: طواف کی ابتدا حجراسود کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومنے یا صرف اس کی جانب ہاتھ کے اشارہ کرنے سے کرنی چاہیے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1603، وسنن أبي داود، المناسك، حديث:1872)

اگر حجراسود کو بوسہ دینا یا چھونا ممکن نہ ہو تو پھر طواف کا آغاز حجر اسود کے سامنے سے کریں جس کی پہچان کے لئے اس کے بالکل سامنے دیوار پر سبز ٹیوب لائٹ روشن رہتی ہے جو کہ حجر اسود کے بالکل برابر ہونے کی علامت ہے۔اس سبز لائٹ سے طواف کا آغاز اور اسی پر اختتام کریں، نیز رش اور بھیڑ میں حجر اسود کو بوسہ دینے یا اسے چھونے کے لیے دھکم پیل سے بچنا چاہیے ایسی صورت میں دور سے صرف ہاتھ کا اشارہ کردینا کافی ہے۔یاد رہے ایسی صورت میں ہاتھ کو چومنا درست نہیں ہے۔ (كتاب الأم للشافعي عن ابن عباس موقوفاً:3/10)



البتہ اگر ہاتھ، چھڑی اور کپڑا وغیرہ حجر اسود کو لگ جائے تو اسے چومنا مسنون ہے۔

طواف شروع کرنے کی دعا: حجر اسود کو بوسہ دیتے یا چھوتے یا دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہنا چاہیے:

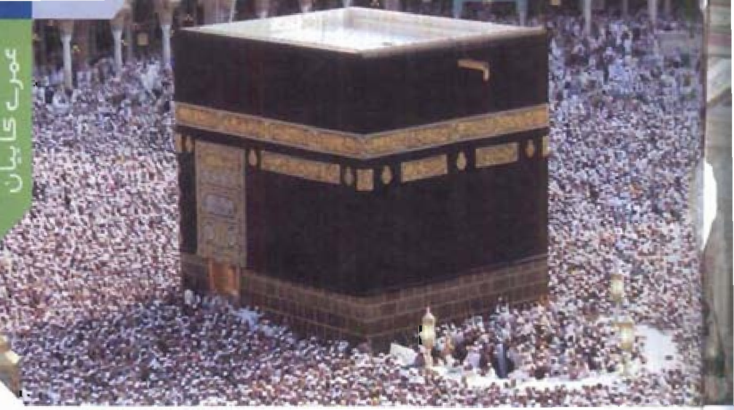
«بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ»

''اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' (مسند أحمد مع الفتح الرباني:67/12)

طواف سے متعلق مسائل

- طواف کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی دائیں طرف چلے اور بیت اللہ کو بائیں طرف کرے۔ (جامع الترمذي، الحج، حديث: 856)
- ایک طواف سات چکروں کا ہوتا ہے اور ایک چکر حجرِ اسود سے شروع ہو کر حجر اسود ہی پر پورا ہوتا ہے۔

(صحيح مسلم، الحج، حديث:1262، 1263)



■ ہر چکر کے آغاز پر حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ وغیرہ سے چھو کر اس چیز کو چومنا یا اس کی طرف صرف اشارہ کرنا مسنون ہے۔ لیکن اس نیت سے کہ یہ سنت ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے:

«إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ»

”یقیناً میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے، نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔“

(صحيح البخاري، الحج، حديث: 1597)

■ طواف کے ساتوں چکر حطیم کے باہر سے لگائیں۔(السنن الکبریٰ للبیهقي:5/90، وصحیح ابن خزیمة، المناسك، حدیث:2740)

رکن یمانی کا استلام:

طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی سے گزرتے ہوئے اسے ہاتھ لگانا مسنون ہے۔

(سنن أبي داود، المناسك، حدیث:1876)



اگر بھیڑ کی وجہ سے رکن یمانی کو چھونا مشکل ہو تو بغیر ہاتھ لگائے گزر جائیں۔ لیکن وہاں رک کر رکن یمانی کی طرف اشارہ کرنا یا اس کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ کو چومنا یہ تمام کام غیر مسنون ہیں۔

اس کے علاوہ بیت اللہ کے کسی کونے کو چھونا یا مطلق بیت اللہ کو سمجھ کر ہاتھ اپنے جسم پر ملنا یہ سب غیر شرعی حرکات ہیں۔

طواف میں رمل کرنا:

■ عمرہ کرنے والے کو عمرے کے

طواف اور حاجی کو طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا (کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدموں سے آہستہ آہستہ دوڑنا) چاہیے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1604)

- عورتیں رمل نہیں کریں گی۔ (السنن الكبرٰى للبيهقي:5/84)

طواف میں ذکر و دعا: رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

(البقرة2:201) (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1892)

نیز حدیث میں ہے: ''بیت اللہ کا طواف، اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة، المناسك، حديث: 2738، وسنن أبي داود، المناسك، حديث: 1888)

اس حدیث کے پیش نظر دورانِ طواف اللہ کا ذکر، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، درود شریف، تلاوت قرآن اور عام مسنون دعائیں کرنی

چاہییں، نیز اپنی زبان میں بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

تنبیہ: عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ حج وعمرہ کی کتابیں ہاتھوں میں لیے ہر چکر کی الگ الگ دعائیں پڑھ رہے ہوتے ہیں، یہ تمام دعائیں بناوٹی ہیں، ان کا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح اجتماعی گروپ کی صورت میں دعائیں کرنا کروانا بھی درست نہیں، اس طرح دعا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بلکہ اللہ کی تسبیح وتحمید کے علاوہ آپ وہ دعا کریں جو آپ کو اچھی لگے اور جس کی آپ کو ضرورت ہو۔

دوران طواف اگر کوئی شرعی عذر پیش آجائے: اگر طواف کے دوران میں نماز کا وقت ہو جائے یا کوئی اور شرعی عذر پیش آجائے تو طواف کا سلسلہ چھوڑ دینا چاہیے۔ بعدازاں پہلے چکر شمار کر کے وہیں سے طواف شروع کریں جہاں سے سلسلہ چھوڑا تھا۔

(فقه السنة، المناسك، شروط الطواف)

طواف کے چکروں کی گنتی میں تردد: طواف کے دوران میں اگر یاد نہ رہے کہ کتنے چکر لگائے ہیں تو کم پر یقین کرتے ہوئے بقیہ چکر پورے کیے جائیں، مثلاً: شک ہو جائے کہ چار چکر پورے ہوئے ہیں یا

پانچ تو چار کا یقین کرتے ہوئے بقیہ تین چکر پورے کریں۔

اگر طواف کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے؟: باوضو ہو کر طواف کرنا ہی سنت ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1615،1614)

لیکن اگر طواف کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا بہتر ہے، واجب یا شرط نہیں ہے۔ (فتاوى ابن تيمية رحمه الله: 26/123-126)

البتہ طواف کی دو رکعتوں کی ادائیگی سے قبل وضو کرنا پڑے گا، جیسا کہ پہلے بھی وضاحت گزری ہے۔

مسئلہ: طواف کے دوران میں بقدر ضرورت گفتگو کی جا سکتی ہے۔

(فقه السنة، المناسك، شروط الطواف)

سواری پر طواف کرنا: بوقت ضرورت سواری پر بھی طواف کرنا جائز ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1612)



وضاحت: کرائے پر سائیکل ریڑھی (Wheel Chair) کا انتظام مسجد حرام میں موجود ہے۔ بیمار، معذور اور نہایت کمزور افراد ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

عورتوں کا طواف: عورتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ مردوں میں گھسنے کی بجائے ایک طرف ہو کر طواف کریں۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1619,1618) اگرچہ آج کل یہ مشکل ہے تاہم ممکن حد تک کوشش کرنی چاہیے کہ مردوں سے میل جول نہ ہو۔

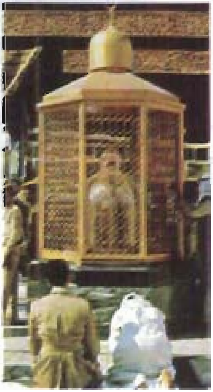
حائضہ کے طواف کا حکم: اگر کسی عورت کے ایام ماہواری شروع ہو جائیں تو اسے چاہیے کہ مسجد حرام میں داخل نہ ہو، کیونکہ حائضہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث: 1650)

اگر طواف کے دوران میں کسی عورت کو یہ مشکل پیش آ جائے تو وہ اسی وقت طواف چھوڑ کر مسجد حرام سے باہر نکل جائے۔ آج کل ماہواری کی عارضی بندش کے لیے ادویات دستیاب ہیں انھیں استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

طواف کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا: طواف کرنے والا جب سات چکر مکمل کر لے تو مقام ابراہیم کے قریب طواف کی دو رکعتیں ادا کرے۔ افضل ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾

اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایسا ہی کیا تھا۔(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)



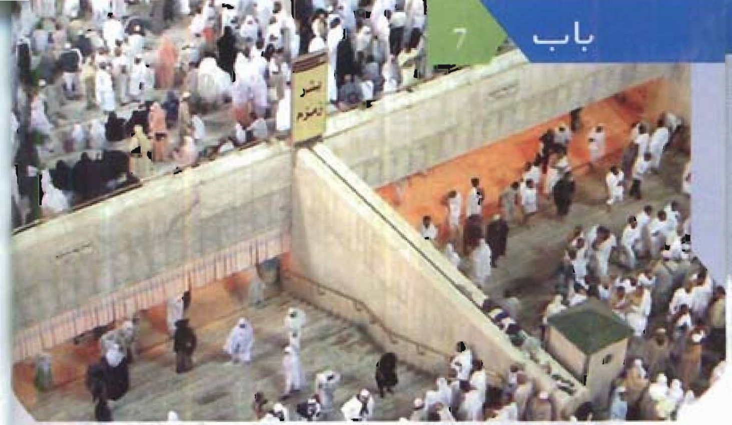
مقام ابراہیم پر اگر جگہ نہ مل سکے تو اس سے پیچھے ہٹ کر یا مسجد حرام میں کسی بھی جگہ طواف کی دو رکعتیں ادا کی جا سکتی ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ نے طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے بھی باہر وادیٔ ''ذی طوی'' میں ادا فرمائیں۔

(السنن الكبرٰى للبيهقي:5/90)

تنبیہ: نفلی طواف جتنے بھی چاہیں کیے جا سکتے ہیں، مگر سعی نفلی نہیں ہو سکتی، اسی طرح طواف کر کے کسی کو بخشنا یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

آب زمزم پینا: طواف کی دو رکعتیں مکمل کرنے کے بعد خوب سیر ہو کر زمزم پینا اور سر پر ڈالنا مسنون ہے۔

(مسند أحمد مع الفتح الرباني:12/72)



آبِ زمزم کی فضیلت: نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ» ''جس (نیک) مقصد کے لیے بھی زمزم کا پانی پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔''

(مسند أحمد: 3/357، وإرواء الغليل، حديث: 1123)

زمزم کی فضیلت سے متعلق متعدد احادیث ملتی ہیں۔ بعض محدثین نے اس پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔ (مثلاً: إِزَالَةُ الدَّهْشِ وَالْوَلَهْ عَنِ الْمُتَحَيِّرِ فِي صِحَّةِ حَدِيثِ «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ» تالیف: محمد بن ادریس القادری، تخریج: علامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ)

خلاصہ یہ ہے کہ زمزم کا پانی ہر بیماری کے لیے باعث شفا اور ہر نیک

مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ: بیت اللہ کا طواف مکمل کر کے دو رکعت نماز پڑھنے اور زمزم پینے کے بعد (اگر ممکن ہو تو سعی کے لیے) حجر اسود کا دوبارہ استلام کرے۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)، یعنی اسے بوسہ دے یا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

صفا و مروہ کی سَعْی

صفا اور مروہ، یہ دونوں پہاڑیاں ہیں۔ ان کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہا جاتا ہے۔ یہ سعی حج اور عمرے کا رکن ہے۔ اس کے بغیر عمرہ اور حج ادا نہیں ہوتے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيُ فَاسْعَوْا

''تم پر سعی فرض کر دی گئی ہے، لہٰذا سعی کرو۔''

(صحیح ابن خزیمة:4/233، حدیث: 2765)

مسئلہ: صفا و مروہ کی سعی کے لیے باب صفا سے صفا پہاڑی کی طرف جانا مسنون ہے۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

صفا کے قریب یہ کلمات پڑھنے چاہییں:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ میں اس چیز کے ساتھ ابتدا کرتا ہوں جس کے ساتھ اللہ نے ابتدا کی ہے۔" (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے صفا کا ذکر کیا ہے لہٰذا میں بھی اپنی سعی کی ابتدا صفا سے کرتا ہوں۔

صفا پر پہنچنے کے بعد: صفا پر چڑھ کر کوشش کریں کہ بیت اللہ نظر آ جائے۔ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر تین مرتبہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہیں اور یہ کلمات تین بار دہرائیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

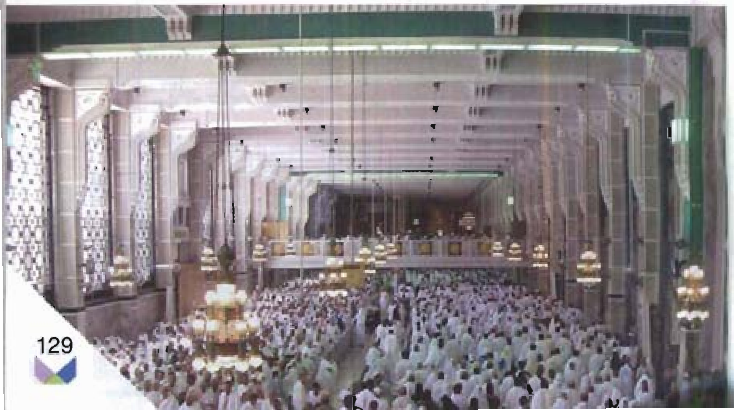
"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اور تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر

خوب قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے کئی لشکروں کو شکست دی۔'' (صحيح مسلم، الحج، حديث: 1218)

نوٹ: اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر مزید دعائیں کریں۔

صفا سے مروہ کی طرف: صفا پر ذکر اور دعا کرنے کے بعد دائیں راستے سے مروہ کی طرف روانہ ہوں اور سبز نشانات [ٹیوبوں] کے درمیان ہلکی ہلکی سی دوڑ لگائیں۔ جو لوگ عمر رسیدہ، بیمار یا بھاری جسم والے ہوں ان کے لیے اس جگہ نہ دوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

(صحيح ابن خزيمة: 4/236، حديث: 2770)



دوڑنے کا حکم خاص مَردوں کے لیے ہے: صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز ٹیوب لائٹوں (نشانات جنھیں مِیلَیْن اَخْضَرَیْن بھی کہا جاتا ہے) کے درمیان دوڑنا صرف مَردوں کے ساتھ مخصوص ہے عورتوں کے لیے نہیں۔ اس سلسلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث مروی ہیں۔ (السنن الکبرٰی للبیہقي: 5/84)

سعی کے دوران میں ذکر: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے دوران میں صرف ایک دعا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے موقوفاً ثابت ہے جس کی صحت علامہ اَلبانی نے حَجَّةُ النَّبِي میں تسلیم کی ہے۔ دعا کے الفاظ یوں ہیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ

”اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی



عزت والا اور بزرگی والا ہے۔'' (مصنف ابن أبي شيبة، حديث: 15562 اور دیکھیے: حجة النبي ﷺ، تالیف: علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ)

اس دعا کے علاوہ درج ذیل حدیث کے حوالے سے سعی کے دوران میں دیگر دعاؤں اور اذکار کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''صفا اور مروہ کے درمیان سعی اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة: 222/4، حديث:2738)

اس حدیث کے پیش نظر دورانِ سعی تکبیر، تسبیح، تحمید، تہلیل، تلاوت قرآن اور درود شریف یا عام مسنون دعائیں کرنی چاہییں، نیز اپنی زبان میں بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

مروہ پہنچنے پر: صفا سے مروہ تک ایک چکر پورا ہوتا ہے۔ یہاں پر بھی



وہی اعمال سرانجام دیں جو صفا پر کیے تھے۔

مروہ سے صفا کی طرف: مروہ پر دعا کرنے کے بعد دائیں طرف سے صفا کی طرف واپس چلیں۔ مردوں کو چاہیے کہ وہ اس طرف سے بھی دو سبز نشانات کے درمیان ہلکی ہلکی سی دوڑ لگائیں اور صفا پر چڑھتے ہوئے وہی دعائیں پڑھیں جو سعی کے آغاز میں صفا پر پڑھی تھیں۔ صفا تک پہنچ کر دوسرا چکر مکمل ہوگا۔ اسی طرح مزید پانچ چکر لگائیں۔ اس طرح ساتواں اور آخری چکر مروہ پر ختم ہوگا۔

تنبیہات:

1 صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر شمار ہوگا۔

2 مسجد حرام کی توسیع کے بعد صفا اور مروہ کو مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا ہے، لہٰذا اب حیض اور نفاس والی عورتوں کا ان کی سعی کرنا جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے جب ایسی خاتون طواف نہیں کرے گی تو سعی بھی نہیں کرے گی۔

3 سعی کے لیے وضو شرط نہیں ہے، البتہ باوضو سعی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر دورانِ سعی وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

4 اگر کسی عذر کی وجہ سے چلتے ہوئے سعی کرنے میں دشواری ہو تو سواری پر بھی سعی کی جاسکتی ہے۔

(شرح السنة للبغوي:7/142، حديث: 1922)

5 سعی کے لیے سائیکل ریڑھی (Wheel Chair) کرائے پر دستیاب ہو جاتی ہے، لہٰذا اس پر سعی کی جاسکتی ہے۔

6 ملین اخضرین [دو سبز ٹیوب لائٹوں کے درمیان جہاں سے دوڑ کر گزرنا ہے] کے علاوہ باقی سعی عام معمول کی چال سے کرنی ہے، دوڑنا نہیں ہے۔

سعی کا منقطع ہو جانا: اگر کسی عذر کے باعث سعی کا سلسلہ روکنا پڑے تو عذر ختم ہونے کے بعد بقیہ سعی اسی جگہ سے شروع کریں جہاں سے منقطع ہوئی تھیں۔

سعی میں تاخیر: طواف کے بعد اگر سعی میں کسی عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

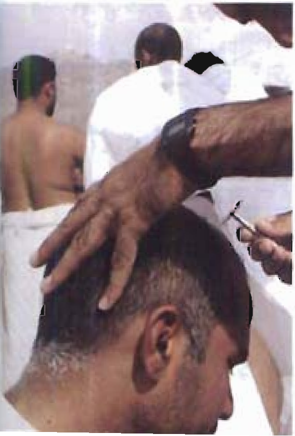
(فقه السنة:1/743، عطاء اور حسن بصری کا یہی فتویٰ ہے)

مسئلہ: اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے: سعی کے دوران میں

اگر چکروں کی تعداد میں شک ہو جائے تو طواف کی طرح کم تعداد پر یقین کرتے ہوئے بقیہ چکر پورے کریں، مثلاً: ایک شخص کو شک ہے کہ تیسرا چکر ہے یا چوتھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسے تیسرا ہی سمجھے اور مزید چار چکر لگائے۔

حجامت: حج تمتع کرنے والے کو چاہیے کہ عمرے کی سعی سے فراغت کے بعد سر کے بال منڈوائے یا کٹوائے۔ (صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1729) لیکن کتروانا افضل ہے۔(صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1731)

مسئلہ: محرم اگر اپنی حجامت خود کر لے، یا دو شخص ایک دوسرے کی حجامت بنا دیں تو دونوں طرح جائز ہے۔



مسئلہ: حج افراد یا حج قران کرنے والے حضرات اگر منٰی جانے سے قبل سعی کر لیں تو سعی کے بعد بال نہ منڈوائیں۔ کیونکہ ان کے لیے ایک ہی سعی ضروری ہے، وہ بال 10 ذوالحجہ کو منڈوائیں یا کتروائیں اور اگر پہلے

سعی نہیں کی تو اس روز سعی کریں۔

پورے سر کے بال منڈوائے جائیں: عمرہ یا حج کرنے والے کو چاہیے کہ پورے سر کے بال منڈوائے یا کٹوائے۔ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ یہی ہے۔

عورتوں کے لیے بال کٹوانا: عورتیں سعی مکمل کرنے کے بعد کچھ بال کاٹ لیں۔ ان کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں۔

(سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1985)

احرام کھولنا: عمرہ اور حج تمتع کرنے والے حضرات حجامت کے بعد احرام کھول دیں، ان کا عمرہ مکمل ہو گیا۔

(صحيح البخاري، العمرة، حديث: 1795)

تنبیہ: بعض معتمرین اور حجاج سعی کے اختتام پر وہاں مروہ پر کھڑے کھڑے اپنے سر پر دائیں بائیں سے چند ٹک لگوا کر اپنے زعم میں حلال ہو جاتے ہیں۔ یہ کام سراسر خلاف سنت ہے۔ جب تک مکمل سر سے بال نہ اتارے جائیں۔ انسان حلال نہیں ہوتا

1 یہ بات بھی مشہور ہے کہ جو شخص پہلا حج یا عمرہ کرے وہ تو سر پر

اُسترا پھروائے اور بعد ازیں اسے اختیار ہے چاہے وہ بال چھوٹے کروائے یا مشین پھروائے اس کے لئے سب برابر ہے۔ حالانکہ حج یا عمرہ پہلا ہو یا دسواں ہر دفعہ استرا پھروانا افضل اور بال چھوٹے کروانا جائز ہے۔

2 سعی کے ختم ہونے کے بعد دو رکعت نوافل ادا کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

3 عمرے کے بعد طواف وداع نہیں ہے۔

4 طواف کے دوران میں بیت اللہ پر نظر نہیں پڑنی چاہیے، یہ بات بھی سراسر بناوٹی ہے، اس لیے دورانِ طواف بیت اللہ پر نظر پڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

وضاحت: حج افراد یا حج قران کرنے والے بدستور احرام میں رہیں گے اور جو لوگ احرام کھول چکے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ فارغ اوقات میں نفل نماز، طواف اور تلاوت قرآن بکثرت کریں تا کہ اس بابرکت مقام پر نیکیوں کے حصول میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔

- یاد رکھیں کہ ایک سفر میں ایک عمرہ کرنا ہی افضل ہے۔

حج سے قبل مدینہ جانے والے حجاج کرام: جو حجاج کرام عمرہ کرنے کے بعد اور حج کرنے سے پہلے مدینہ منورہ زیارت کے لیے جاتے ہیں انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ ایک اور عمرہ کرنا چاہتے ہیں تو مدینہ سے واپسی پر مقام ذوالحلیفہ (بئر علی) سے احرام باندھ کر آئیں اور مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کریں۔ اگر حج تمتع کر رہے ہیں تو عمرے کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دیں اور اگر حج قران کا ارادہ ہے تو بال کٹوائیں نہ اِحرام کھولیں۔

تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) سے عمرہ کرنا: تنعیم سے عمرہ کرنا مشروع ہے۔ (نصرة النعیم فی حکم العمرة من التنعیم، تالیف: ابو عبداللہ محمد بن محمد مصطفی)





باب 8

حج تمتع کا بیان

حج تمتع کرنے والے 8 ذوالحجہ کو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنی رہائش گاہ سے حج کی نیت کرتے ہوئے احرام باندھیں اور مِنٰی کی طرف جاتے ہوئے تلبیہ شروع کر دیں، جبکہ حَجّ قِرَان یا حَجّ اِفْرَاد کرنے والے میقات سے باندھے ہوئے اِحرام میں 8 ذوالحجہ کو منٰی کی طرف روانہ ہوتے وقت تلبیہ پکاریں۔

منیٰ روانگی کا وقت: منیٰ جانے کے لیے کسی وقت کا تعین نہیں ہے۔ البتہ ظہر کی نماز سے پہلے پہلے منٰی پہنچ جانا چاہیے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

منیٰ میں قیام اور نمازوں کی ادائیگی: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں منیٰ میں اپنے اپنے وقت پر ادا کریں، نیز ظہر، عصر اور عشاء

قصر ادا کریں، نبیِ کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ یہی ہے۔ لیکن یہاں مزدلفہ اور عرفات کی طرح نمازیں جمع نہیں ہوں گی، ہر نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے گی۔ (صحيح مسلم، الحج، حديث: 1218)

یاد رکھیے! ظہر، عصر اور عشاء کو قصر کر کے پڑھنا تمام حاجیوں کے لیے ضروری ہے، خواہ مکہ کے مقیم ہوں یا باہر کے رہنے والے ہوں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے بلا استثنا تمام حجاج کو نماز قصر پڑھائی اور اہل مکہ کو اپنی نماز پوری کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (صحيح مسلم، الصلاة، حديث: 696) اس کے برعکس فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے خود تو نماز قصر پڑھی اور اہل مکہ سے کہا کہ تم نماز پوری کرلو، اس لیے کہ ہم تو مسافر ہیں۔ (سنن أبي داود، صلاة السفر، حديث: 1229)

عرفات روانگی کا وقت

9 ذوالحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد میدان عرفات کی طرف روانہ ہونا چاہیے۔ (صحيح مسلم، الحج، حديث: 1218)

نوٹ: مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات جانے والوں کے لیے پیدل چلنے کا



الگ راستہ بنایا گیا ہے جسے طَرِیقُ الْمُشَاۃ کہا جاتا ہے۔ اس راستے میں حکومت سعودیہ کی طرف سے جگہ جگہ ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا ہے۔

مسئلہ: منیٰ سے عرفات جانا سواری پر افضل ہے یا کہ پیدل؟

بعض لوگ سواری کی سہولت ہونے کے باوجود پیدل چلنے کی مشقت کو ثواب جان کر پیدل چلتے ہیں، یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سفر سواری پر طے فرمایا تھا، کیونکہ یہ کافی لمبا سفر ہے اور وہاں جا کر عبادت اور ذکر واذکار کرنے ہوتے ہیں تو جو شخص پیدل جائے گا وہ کبھی اس قابل نہیں رہ سکتا کہ مکمل چستی اور دل لگی سے اذکار کر سکے، لہٰذا ہر دو لحاظ سے سواری ہی افضل اور مستحب ہے۔ جمہور علماء بھی اسی کے قائل ہیں۔

(الضعيفة للألباني، حديث:495)

راستے کا عمل: منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ تہلیل: لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور تلبیہ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ پکارنا مسنون ہے۔ 9 ذوالحجہ کے بعد وقتاً فوقتاً تکبیرات عید بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1285,1284)

مسنون عمل: نبی ﷺ نے میدانِ عرفات میں داخل ہونے سے قبل وادیٔ نمرہ (اب اسی نام سے یہاں مسجد ہے) میں آرام کیا۔ سورج ڈھلنے کے بعد آپ نے یہاں خطبہ ارشاد فرمایا، پھر ظہر کے وقت ظہر اور عصر جمع اور قصر کر کے ادا فرمائیں۔ ان کے درمیان کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد آپ میدان عرفات میں داخل ہوئے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

اس حدیث کی روشنی میں حجاج کرام کو چاہیے کہ وہ میدان عرفات میں خیمہ زن ہونے کی بجائے مسجد نمرہ میں ٹھہریں۔ اگر مسجد میں جگہ نہ مل سکے تو اس کے قریب کسی جگہ پر ٹھہریں۔ یہاں حج کا خطبہ سنیں اور ظہر وعصر کی نمازیں (جمع تقدیم کی صورت میں) باجماعت ادا کریں۔ بعدازاں میدان عرفات میں وقوف کریں۔

باب 8



وقوف عرفات کے اہم مسائل

1 میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع تقدیم اور قصر کر کے ادا کرنا سنت ہے اور پوری نمازیں پڑھنا خلاف سنت ہے۔

2 میدان عرفات میں وقوف، حج کا بنیادی رکن ہے۔ اگر کسی شخص نے حج کے تمام مناسک ادا کر لیے لیکن میدان عرفات میں وقوف نہیں کیا تو اس کا حج نہیں ہو گا۔

3 اگر کوئی شخص عرفات میں دیر سے پہنچا اور اس نے 9 اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات کو فجر سے پہلے پہلے کسی وقت میدان عرفات میں تھوڑی دیر کے لیے بھی وقوف کر لیا تو اس کا حج ہو جائے گا۔

(سنن النسائي، مناسك الحج، حديث:3019)



4 میدان عرفات میں وقوف کرنے کے لیے کوئی خاص جگہ متعین نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے جبلِ رحمت کے قریب وقوف کیا اور فرمایا:

''میں نے یہاں وقوف کیا ہے جب کہ سارا عرفات جائے وقوف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔''

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

لہٰذا جبلِ رحمت پر چڑھنا اور اس پر مانگی گئی دعا کو زیادہ اہم سمجھنا یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔

5 میدان عرفات کے چاروں طرف پیلے رنگ کے بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے ہیں جو اس کی حد بندی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

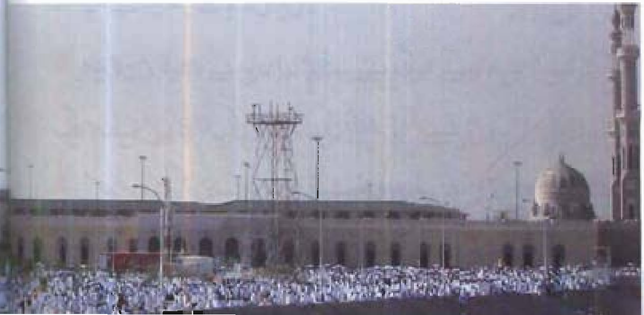
6 مسجد نمرہ کا کچھ حصہ میدان عرفات میں اور زیادہ تر اس کی حدود سے باہر ہے، جیسا کہ دونوں جانب لگے ہوئے بورڈوں سے نشاندہی کی گئی

ہے، لہٰذا حجاجِ کرام کو چاہیے کہ وہ خطبۂ حج اور نمازوں کے فوراً بعد مسجد نمرہ سے آگے چل کر میدان عرفات میں وقوف کریں ورنہ حدود عرفات سے باہر وقوف سے حج باطل اور ضائع ہو جائے گا۔

7 بعض لوگ لفظ وقوف سے صرف کھڑا رہنا ہی مسنون سمجھتے ہیں، یہ بات بلا دلیل ہے۔ اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے کے سوا کچھ نہیں۔

میدان عرفات میں کثرت سے دعائیں کرنا: یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) اور میدان عرفات قبولیت دعا کا بہترین دن اور بہترین جگہ ہے۔ اس دن کی بہترین دعا جو نبی ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بھی مانگی، یہ ہے:

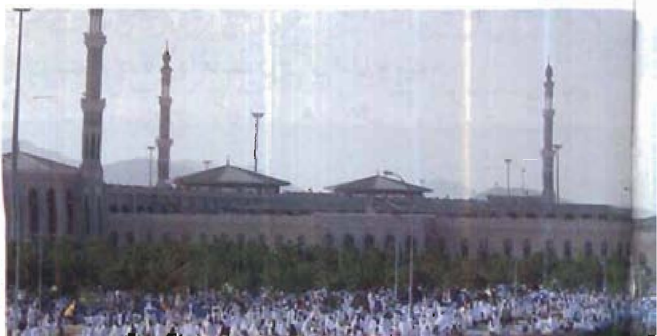
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ



وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے لیے بادشاہی اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر شے پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔'' (جامع الترمذي، الدعوات، حديث: 3585)

یوم عرفہ، جہنم کی آگ سے براءت کا دن: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ کے سوا کوئی اور دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اس کثرت سے بندوں کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کرتا ہو، اس روز اللہ اپنے بندوں کے بہت قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان (حاجیوں) کی وجہ سے فخر کرتا اور فرشتوں سے



پوچھتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟'' یعنی اپنی دنیاوی ضرورتوں کے باوجود مجھ سے صرف میری مغفرت اور رضا مندی کے طلبگار ہیں۔

(صحيح مسلم، الحج، حديث:1348)



مسئلہ: میدان عرفات میں قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرنی چاہییں۔

(سنن النسائي، الحج، حديث:3014)

یاد رکھیے! نمازوں سے فراغت کے بعد سورج غروب ہونے تک اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے، سونے یا فضول گفتگو کرنے کے بجائے اس وقت کو اذکار اور دعاؤں میں صرف کرنا چاہیے۔ یہ مقام اور یہ مواقع بار بار میسر نہیں آتے، لہٰذا ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حج اکبر کی اصطلاح: اکثر لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر جمعہ کے دن حج، یعنی یوم عرفہ ہوتو یہ حج ''حجِ اکبر'' ہے اور اس کا اجر وثواب زیادہ ہے، یہ بات بلا دلیل ہے۔ قرآن مجید میں ﴿يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ﴾ (التوبة

(3:9) 9 ذوالحجہ (یوم عرفہ) کو کہا گیا ہے، خواہ وہ کسی بھی دن آئے۔

عرفات سے مزدلفہ روانگی

سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب ادا کیے بغیر عرفات سے مزدلفہ روانہ ہونا چاہیے۔ یہی مسنون عمل ہے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

- راستے میں اطمینان، سنجیدگی اور وقار کو ملحوظ رکھا جائے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

- ساتھ ساتھ تلبیہ بھی پڑھتے رہنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ دس ذوالحجہ کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ پکارتے رہے۔

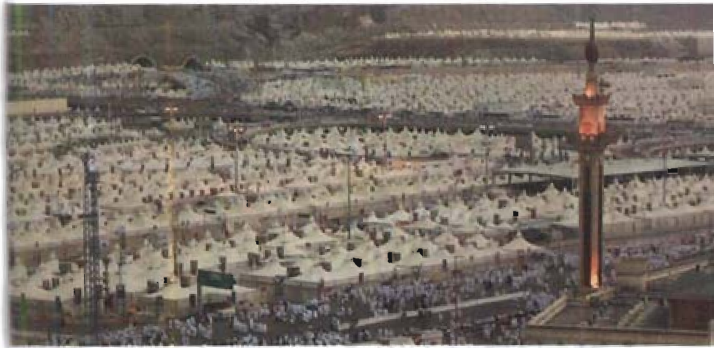
(صحیح البخاري، الحج، حديث: 1543، 1544)

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین: مزدلفہ پہنچ کر جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائیں۔ سب سے پہلے اذان اور اقامت کہہ کر مغرب کی نماز ادا کی



جائے۔ بعد ازاں دوسری اقامت سے عشاء کی نماز قصر (دو رکعت) ادا کی جائے۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے سنتیں یا نوافل یا وتر ادا نہیں فرمائے بلکہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور رات کو تہجد بھی ادا نہیں فرمائی کیونکہ آپ فجر طلوع ہونے تک سوئے رہے۔

(صحيح مسلم، الحج، حديث: 1218)



تنبیہ: بعض لوگوں کو خیمے ایک ہی جگہ الاٹ کیے جاتے ہیں وہ منیٰ میں دے دیے جائیں یا مزدلفہ میں۔ جب منیٰ کی راتیں آئیں گی تو سعودی علماء کمیٹی کا فتویٰ ہے کہ مزدلفہ کے خیمے منیٰ کے حکم میں ہونگے، یعنی مزدلفہ والے لوگ اپنے خیموں میں رہیں گے انھیں منیٰ نہیں جانا

کیونکہ اب سب خیمے ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور متصل ہیں، لہٰذا سب ایک ہی کے حکم میں ہیں اور جب مزدلفہ کی رات آئے گی تو وہ خیمے حقیقی مزدلفہ ہی میں ہیں۔ بالکل علی ھذا القیاس یہی مسئلہ منیٰ کی راتوں میں بھی ہے۔ (فتاوى لجنة الدائمة، فتوى نمبر: 10884)

نماز فجر اور اس کے بعد دعا: مزدلفہ میں نبی ﷺ نے فجر کی نماز صبح صادق کے بعد مگر عام دنوں کی نسبت قدرے جلدی پڑھی۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث: 1682)

نماز فجر کے بعد مشعر الحرام (مزدلفہ میں ایک پہاڑی) کے قریب قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب دعائیں مانگی جائیں۔

(صحيح مسلم، الحج، حديث: 1218)



وضاحت: عرفات اور منیٰ کی طرح مزدلفہ میں بھی چاروں طرف نشانات لگے ہوئے ہیں جو اس کے آغاز اور اختتامِ حدود کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے اندر کسی بھی جگہ شب بسری اور فجر کی نماز کے بعد دعائیں مانگی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ: جس شخص نے نماز فجر مزدلفہ میں پالی اس کا وقوفِ مزدلفہ درست ہے۔ (جامع الترمذي، الحج، حديث: 889)

کمزور اور بیمار لوگوں کا مزدلفہ کی رات ہی منیٰ چلے جانا: کمزور، بیمار، بچے اور بھاری جسامت والے لوگ چاند کے غروب ہونے تک مزدلفہ میں قیام کر کے رات کے پچھلے حصے میں منیٰ چلے جائیں تو ان کے لیے اجازت ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1679، وصحيح مسلم، الحج، حديث: 1290)

تنبیہات:

1 جمرات کو مارنے کے لیے کنکریاں منیٰ سے لینا مسنون ہے۔ (سنن النسائي، مناسك الحج، حديث: 3060) اگر کوئی شخص مزدلفہ سے

کنکریاں لے لیتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں، البتہ جمرات کو ماری ہوئی کنکریاں نہیں لینی چاہییں۔

2 بعض لوگ مزدلفہ سے کنکریاں جمع کرنے کے بعد ان کو پانی سے دھوتے ہیں۔ یہ من گھڑت فعل ہے۔

3 کنکریاں چنے کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑی ہونی چاہئیں۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1299)

مزدلفہ سے منیٰ روانگی

مزدلفہ میں نماز فجر ادا کر کے مشعر الحرام پر دعا مانگنے اور خوب روشنی ہو جانے کے بعد، سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہونا چاہیے۔ یہی مسنون ہے۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

راستے میں تلبیہ: منیٰ کی طرف آتے ہوئے راستے میں تلبیہ پکارتے رہیں۔ (صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1685)

وادیٔ مُحَسِّر کے آداب: مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادیٔ مُحَسِّر ہے جہاں ابرہہ اور اس کا لشکر ہاتھیوں سمیت چھوٹے چھوٹے پرندوں

کی سنگ باری سے ہلاک ہوا تھا۔اس وادی سے تیزی سے گزریں۔
(مسلم، الحج، حدیث: 1218)

دس ذوالحجہ کے اہم اعمال

دس ذوالحجہ (یوم النحر) کو بالترتیب چار اہم کام سرانجام دیے جاتے ہیں:

پہلا کام، جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا: سورج طلوع ہونے کے بعد سے زوال تک جمرۂ عقبہ (جسے جمرۂ کُبریٰ بھی کہتے ہیں) کو سات کنکریاں ماری جائیں، یہ واجب ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے کنکریاں مارتے ہوئے فرمایا: ''مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو۔''
(صحیح مسلم، الحج، حدیث :1297)

مسئلہ: کنکریاں مارنے سے قبل تلبیہ بند کر دیں کیونکہ نبی ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔(صحیح البخاري، الحج، حدیث:1686، 1687)

کنکریاں مارنے کا طریقہ

- کنکریاں مارنے والا ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں مکہ مکرمہ اس کے بائیں



اور منیٰ دائیں جانب ہو، یعنی جمرہ کے جنوب کی طرف کھڑا ہو۔ لیکن اگر یہ ناممکن ہو تو کسی طرف سے بھی کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1748)

- ہر کنکری اَللّٰهُ اَكْبَر کہتے ہوئے ماری جائے۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1750)

- ساتوں کنکریاں ایک ایک کر کے ماری جائیں۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1750)

- اگر کوئی شخص ایک ہی بار ساتوں کنکریاں مار دیتا ہے تو یہ ایک شمار ہو گی۔ اسے ایک ایک کر کے مزید چھ کنکریاں مارنا ہوں گی۔

- کنکریاں مارنے کے بعد یہاں دعا کے لیے نہ رکیں کیونکہ نبی ﷺ نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا نہیں کی۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1751)



تنبیہ:

1 سعودی حکومت نے جمرات پر نہایت کشادہ چارمنزلہ پل بنا دیے ہیں۔ جمرات کے ستونوں کو پلوں میں سے گزار کر بلند کر دیا گیا ہے، اب ان کے اوپر سے بھی کنکریاں مارنے کی سہولت موجود ہے۔

2 جمرات کو کنکریاں اتباع سنت میں ماری جاتی ہیں، لہٰذا اس موقع پر یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم شیطان کو کنکریاں مار رہے ہیں، زبان سے گالی دینا، جوتے مارنا یا بے ہودہ گفتگو کرنا غلط ہے۔

کنکریاں مارنے میں نیابت:

کمزور، بوڑھے، بچے اور عذر والی عورتوں کی طرف سے کوئی دوسرا بھی کنکریاں مار

سکتا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارے، پھر دوسرے شخص کی طرف سے نیت کر کے اس کی طرف سے مارے۔ بالفرض اگر کنکریاں مارنے والا حاجی نہ بھی ہو تو وہ کسی کی طرف سے رمی کر سکتا ہے۔

رمی میں تاخیر: اگر زوال تک جمرۂ عقبہ کو رمی نہیں کر سکے بلکہ بعد میں کی ہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1723)

دوسرا کام، قربانی کرنا: 10 ذوالحجہ کا دوسرا کام قربانی کرنا ہے۔ حج قِران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ اگر قارن اور متمتع کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اسے ایام حج میں تین اور واپس گھر آ کر سات روزے رکھنے چاہئیں، البتہ حج افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ نفلی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

(البقرۃ 196:2، وصحيح البخاري، الحج، حديث:1691۔ ایسا حاجی یہ تین روزے 9 ذوالحجہ سے پہلے پہلے رکھ لے تو بہتر ہے ورنہ 10 ذوالحجہ کے بعد ایام تشریق (13،12،11 ذوالحجہ) میں رکھنا ضروری ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے دوران میں 9 ذوالحجہ (یوم عرفہ) کا روزہ نہیں رکھا۔ (صحيح البخاري، حديث: 1989) اور 10 ذوالحجہ عید کا دن ہے، نیز ایام تشریق کے بعد ایام حج ویسے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

شاید اسی لیے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ روزے ان دنوں میں رکھنا ثابت ہے۔
صحيح البخاري، الصوم، حديث:1996-1999. (والله أعلم)

قربانی کے احکام ومسائل

1 مِنٰی یا مکہ میں کسی بھی جگہ (حدودِ حرم کے اندر) قربانی کرنا جائز ہے۔ (سنن أبي داود، الحج، حديث:1937)

تنبیہ: اگر کسی وجہ سے کسی پر دَم (بطور فدیہ قربانی کرنا) لازم آتا ہے تو یہ دم بھی حدودِ حرم میں دینا ہوگا۔ مگر دم والے جانور کا گوشت وہ حاجی نہیں کھا سکتا جس نے دم دیا ہے بلکہ وہ صرف وہاں کے فقراء کا حق ہے۔

2 اگر 10 ذوالحجہ کو کسی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے تو ایام تشریق، یعنی 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک کسی بھی وقت قربانی کر سکتے ہیں۔ (السنن الكبرٰى للبيهقي:9/395)

3 استطاعت کے مطابق اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہے تو یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1712)

4 کسی دوسرے سے بھی قربانی کا جانور ذبح کرایا جا سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے خود بھی اونٹ ذبح کیے اور کچھ کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

5 حج کی قربانی کے لیے وہی شرائط ہیں جو عیدالاضحیٰ کی قربانی کے لیے ہیں۔

6 اپنے جانور کی قربانی سے خود گوشت کھانا مسنون ہے۔
(صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1218)

تنبیہ: آج کل قربانی کی رقم بینک یا مخصوص کاؤنٹر پر جمع کرانے کا بھی انتظام ہے جس کے تحت بینک خود جانور خریدتا اور منٰی میں ذبح کرتا ہے، تاہم یہ سہولت بھی موجود ہے کہ جو اپنی قربانی خود کرنا چاہے وہ وہاں مذبح میں جا کر اپنی پسند سے خرید کر قربانی کرسکتا ہے۔ چونکہ پہلے قربانی کا اکثر گوشت ضائع ہو جاتا تھا، اس لیے حکومت سعودیہ نے اس سکیم کے ذریعے گوشت محفوظ کر کے مستحقین تک پہنچانے کا بندوبست کیا ہے، لہٰذا اس طور پر رقم جمع کرانا بھی جائز ہے۔

7 جو شخص اپنا جانور خود ذبح کرنا چاہے وہ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ کہہ کر

ذبح کرے۔ (صحيح البخاري، الأضاحي، حديث:5558)

اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔



تیسرا کام، حجامت: 10 ذو الحجہ کا تیسرا کام بال منڈوانا یا کٹوانا ہے۔ حجامت سے متعلق وہی احکام ہیں جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

احرام کی پابندیاں ختم: قربانی اور حجامت کے بعد اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو چکی ہیں۔ صرف بیوی سے مجامعت کی پابندی بدستور باقی ہے۔ حجاج کرام احرام کھول دیں۔ اسے تحلل اصغر بھی کہتے ہیں۔

چوتھا کام، طواف زیارت (اِفَاضَہ): چوتھا اور آخری کام طواف زیارت ہے۔ اسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف، حج کا رکن ہے۔ اس طواف میں اِحرام، اِضْطِبَاع اور رَمَل کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ باوضو ہونے، حجر اسود کو بوسہ دینے یا استلام یا اشارہ کرنے اور ذکر و اذکار کرنے کے وہی مسائل ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حجاج

کرام اگر کسی عذر کی وجہ سے اس دن طواف نہ کر سکیں تو اَیَّامِ تَشْرِیق میں کسی بھی وقت کر سکتے ہیں۔

البتہ بعض علماء کے نزدیک سنن ابی داود کی حدیث: 1999 کو مدنظر رکھتے ہوئے غروب شمس تک اگر طواف افاضہ نہیں کیا تو دوبارہ محرم پر احرام کی پابندیاں عائد ہو جائیں گی یہاں تک کہ وہ طواف افاضہ کر لے۔

(مناسك الحج والعمرة للألباني رحمه الله)

لیکن شیخ عثیمین اور ابن باز وغیرہ نے اس حدیث کو مختلف لحاظ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ بنا بریں اگر غروب شمس سے پہلے پہلے طوافِ افاضہ کر لیا جائے تو بہتر ہے، تاہم اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو بعد میں کر لیا جائے، شاید عذر کی وجہ سے وہ عنداللہ معذور سمجھا جائے۔ والعلم عند اللّٰه.

طوافِ افاضہ اور حائضہ خاتون: عورت 10 ذوالحجہ تک پاک نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جب سفرِ حجاز کے لیے آنے جانے کی یہ پابندیاں نہیں تھیں جواب ہیں کہ واپسی کی تاریخیں بھی مقرر ہوتی ہیں اور تنہا عورت اپنے قافلے اور



گروپ سے علیحدہ بھی نہیں ہو سکتی، تو اہل قافلہ رک جایا کرتے تھے اور جب عورت پاک ہو جاتی تو وہ طواف افاضہ کر لیتی تھی اور پھر قافلہ واپسی کے لیے روانہ ہو جاتا۔ اب صورت حال یکسر بدل گئی ہے، اب واپسی میں کسی کا اختیار نہیں ہے اور ایک دن کی تاخیر بھی بالعموم ممکن نہیں۔ اب عورت کیا کرے؟

فقہائے کرام نے اس کے مختلف حل تجویز کیے ہیں لیکن سب میں مشکلات ہیں، جبکہ عورت کا یہ عذر ایسا ہے جو اس کے اختیار میں نہیں ہے اور شریعت نے غیر اختیاری عذر میں سہولتیں دی ہیں، صاحبِ عذر کو مشکل میں نہیں ڈالا ہے، جیسے مریض کو اس کی بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے سہولتیں دی ہیں حتی کہ مُضطرّ اور لاچار کو جان بچانے کے لیے مردار تک کھانے کی اجازت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید



میں اعلان بھی فرمایا ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾

''اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' (الحج 22:78)

﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف (ذمے دار) نہیں بناتا۔'' (البقرۃ 2:286)

﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

''اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمھارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا۔'' (البقرۃ 2:185)

اس طرح کے اور بھی بے شمار دلائل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ صاحبِ عذر کو آسانی مہیا فرماتا ہے تو حائضہ عورت کو، جس کا عذر بھی طبعی اور غیر اختیاری

ہے، کس طرح مشکل میں ڈالنا جائز ہوگا! اس لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن القیم رحمہما اللہ دونوں نے اس مسئلے پر بڑی تفصیل سے بحثیں کی ہیں اور فقہاء کے تجویز کردہ تمام حلوں کو مزاجِ شریعت کے خلاف قرار دیا ہے اور خود اس کا یہ حل تجویز کیا ہے کہ حائضہ عورت، مستحاضہ عورت کی طرح، اچھی طرح لنگوٹ وغیرہ کس لے اور اسی حالت میں طوافِ افاضہ کر لے اور اس پر کوئی دم وغیرہ بھی نہیں ہے۔

(مجموع الفتاوىٰ: 26/176-241، و إعلام الموقعين لابن القيم)

سعودی علماء کا فتویٰ

عصر حاضر کے سعودی علماء نے بھی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے یہی فتوی دیا ہے کہ حائضہ عورت (سفر کی موجودہ مشکلات کی وجہ سے) لنگوٹ باندھ کر طواف افاضہ کر لے کیونکہ اس کے لیے قافلے سے الگ ہو کر پاک ہونے تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا بھی ناممکن ہے اور اپنے ملک واپس جا کر آیندہ سال دوبارہ حج کے لیے آنا بھی یا اپنے ملک میں جا کر طواف افاضہ کے انتظار تک حالت احرام میں رہنا بھی نہایت مشکل ہے۔ (فتاویٰ ارکان الإسلام للشيخ عثيمين: 1/ 428,429م)

وفتاوی اسلامیة (مجموعة فتاوی علمائے سعودی عرب) 318,317/2 مطبوعة دارالسلام)

تنبیہ: اگر کوئی کسی وجہ سے طواف زیارت نہیں کر سکا حتی کہ حج کا آخری دن آ گیا تو اسے یہ رخصت حاصل ہے کہ وہ طواف وداع اور طواف زیارت کی نیت سے ایک ہی طواف کر لے، اس طرح ایک طواف دونوں کو کفایت کر جائے گا، اگر اس نے ابھی تک حج کی سعی نہیں کی تو وہ ساتھ حج کی سعی بھی کر لے۔ (مناسك الحج والعمرة، ص: 32-36)

طواف زیارت کے بعد احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں حتی کہ بیوی سے تعلق کی پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اسے تحلل اکبر بھی کہتے ہیں۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث: 1999)

- اگر بھیڑ کی وجہ سے نیچے مطاف میں طواف کرنا مشکل ہو تو دوسری منزل یا چھت پر بھی طواف کر سکتے ہیں۔



حج کی سعی: طواف زیارت کے بعد حَجِّ تَمَتُّع کرنے والے کے لیے حج کی سعی بھی ضروری ہے۔ حَجِّ قِرَان اور حَجِّ اِفرَاد کرنے والوں نے اگر قبل ازیں طواف قدوم کے وقت سعی نہیں کی تو وہ بھی ضرور کریں، ورنہ ان کے لیے ضروری نہیں۔

اس سعی کے وہی احکام و مسائل ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں، البتہ اس کے بعد حجامت کی ضرورت نہیں ہے۔

تنبیہات:

1 رسول اللہ ﷺ نے دس تاریخ کو مذکورہ کام اسی ترتیب سے انجام دیے، اگر یہ ترتیب قائم رہ سکے تو بہتر ہے اور اگر ان میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی دم یا فدیہ نہیں ہے، مثلاً: اگر کسی نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر لی یا قربانی سے پہلے حجامت بنوالی یا حجامت سے پہلے طواف افاضہ (زیارت) اور سعی کر لی تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1722)

2 بعض لوگ ان امور میں تقدیم و تاخیر پر دم ضروری قرار دیتے ہیں، یہ غلو ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان امور میں تقدیم و تاخیر کرنے

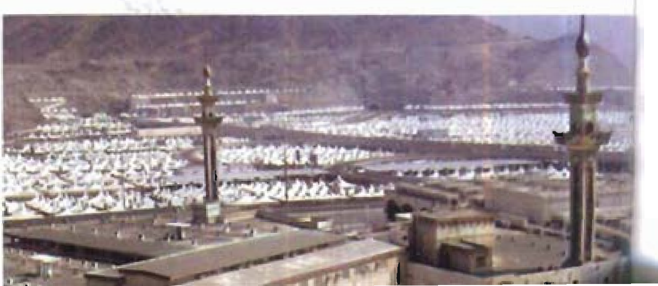
والوں سے فرمایا تھا: ''کوئی حرج نہیں۔کوئی حرج نہیں۔''

(صحيح البخاري، الحج، حديث:1722)

مکہ سے منیٰ واپسی: طواف زیارت اور سعی کرنے کے بعد حجاج کرام کو چاہیے کہ وہ واپس منیٰ آجائیں اور رات منیٰ میں گزاریں۔

ایّام تشرِیق: 13 ,12 ,11 ذوالحجہ کو ایَّامِ تَشْرِیق کہتے ہیں۔ان تین دنوں کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔صرف ضروری خدمت انجام دینے والوں کو منیٰ کی راتیں مکہ یا اس کے گردونواح میں گزارنے کی اجازت دی گئی ہے اور دی جاسکتی ہے جس کا فیصلہ کسی ثقہ عالم دین سے کروایا جاسکتا ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1745)

نمازوں کی ادائیگی: جو حجاج کرام منیٰ کی مسجد خیف کے قریب ہوں یا ان کے لیے مسجد خیف تک رسائی ممکن ہو تو انھیں چاہیے کہ وہ مسجد خیف

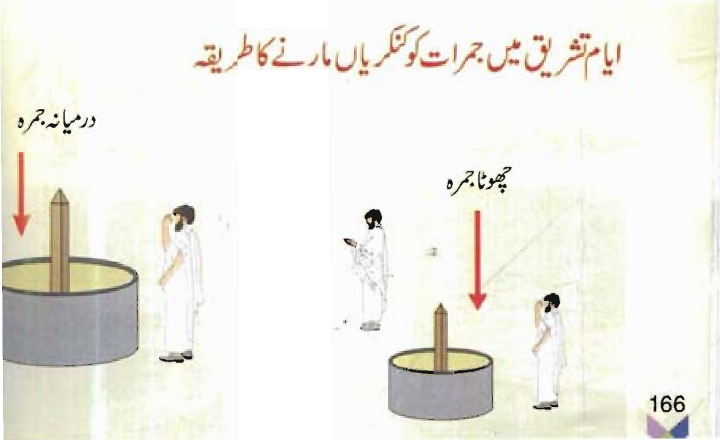


میں نمازیں باجماعت قصر ادا کریں اور جن کے لیے مسجد تک رسائی مشکل ہو، وہ اپنے خیموں میں نماز باجماعت قصر کا اہتمام کریں۔

رمیِ جمرات: ان تین ایام میں روزانہ تینوں جمرات (جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ) کو سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں ماری جائیں۔

(صحيح البخاري، الحج، حديث: 1746، وسنن أبي داود، المناسك، حديث: 1973)

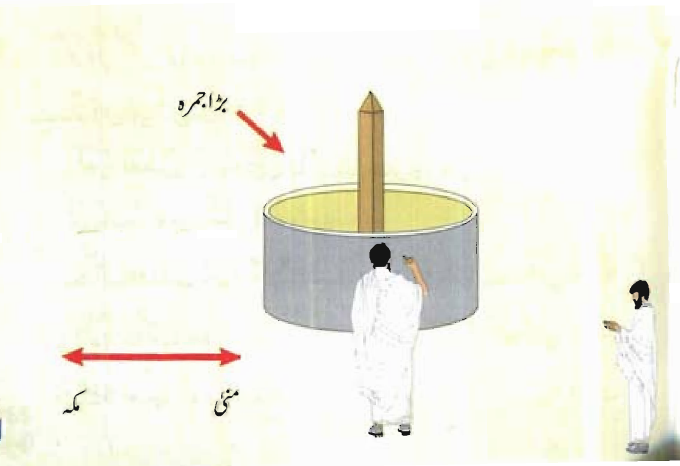
اَیَّامِ تَشْرِیق میں رمی کا طریقہ: جمرۂ اولیٰ جو منیٰ کی جانب سے پہلا جمرہ ہے، اِسے پہلے رمی کی جائے (اسے جمرۂ دنیا اور جمرۂ صغریٰ بھی



کہا جاتا ہے)، پھر درمیانے جمرے کو اور سب سے آخر میں جمرۂ عقبہ کو رمی کی جائے۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1751)

پہلے دونوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں اور ہر کنکری مارتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَر کہا جائے، پھر ذرا ہٹ کر دعا کی جائے۔ لیکن تیسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد وہاں رکیں اور نہ دعا کریں۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث:1753)

تینوں جمروں کو اس طرح رمی کی جائے کہ مکہ بائیں اور منیٰ دائیں جانب ہو۔ اگر یہ مشکل ہوتو پھر کسی بھی طرف سے رمی کی جاسکتی ہے۔



ایامِ منیٰ میں اللہ کا ذکر: ان ایام میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔
نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایامِ تشریق کھانے، پینے اور (بکثرت) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔“ (صحیح مسلم، الحج، حدیث:1141)

اَیّامِ تَشْرِیق میں بیت اللہ کا طواف کرنا: ان ایام میں مکہ جا کر بیت اللہ کا (نفلی) طواف کرنا بھی ثابت ہے۔ (صحیح البخاري، الحج، قبل الحديث:1732، والسنن الكبرٰى للبيهقي :146/5)

12 ذوالحجہ کو واپسی کی اجازت: ایامِ تشریق کے تینوں دن منیٰ میں گزارنا مسنون ہے، نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔
(سنن أبي داود، المناسك، حديث:1973)

اگر کوئی شخص 12 ذوالحجہ کو واپس جانا چاہے تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى﴾

”جو شخص دو دنوں میں (منیٰ چھوڑنے کی) جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرتا ہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔“ (البقرۃ 203:2)

یہ اجازت حدیث سے بھی ثابت ہے۔(السنن الکبریٰ للبیهقي: 152/5) تاہم 12 ذوالحجہ کے دن واپس آنے والے کو چاہیے کہ وہ صرف اسی دن کی رمی کرے اور سورج ڈوبنے سے پہلے منٰی کی حدود سے نکل جائے۔ اگر منٰی کی حدود چھوڑنے سے قبل سورج غروب ہوگیا تو پھر 13 کی رات منٰی میں گزارنا اور دن کو رمی کرنا ضروری ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للبیهقي: 152/5 وموطأ إمام مالك، الحج، عن ابن عمر موقوفاً)

اگر ٹریفک کے ہجوم کی وجہ سے وہ منیٰ سے نہیں نکل سکا حتی کہ سورج غروب ہوگیا تو کوئی حرج نہیں۔اس کے لیے منیٰ میں رات گزارنا ضروری نہیں۔

طواف وداع: حج مکمل کرنے کے بعد مکہ معظّمہ سے رخصت ہونے سے قبل، الوداعی طواف کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم، الحج، حدیث:1327)

حائضہ کے لیے رعایت: حاجی کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے وقت سب سے آخری کام طواف وداع کرنا ہے، البتہ وہ عورت جو حیض سے ہو اس کے لیے طواف وداع ضروری نہیں ہے بشرطیکہ وہ طواف

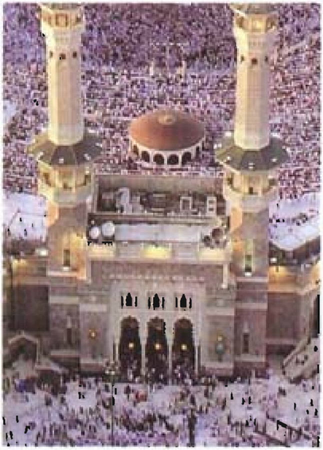
زیارت کر چکی ہو۔ (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1755-1757)

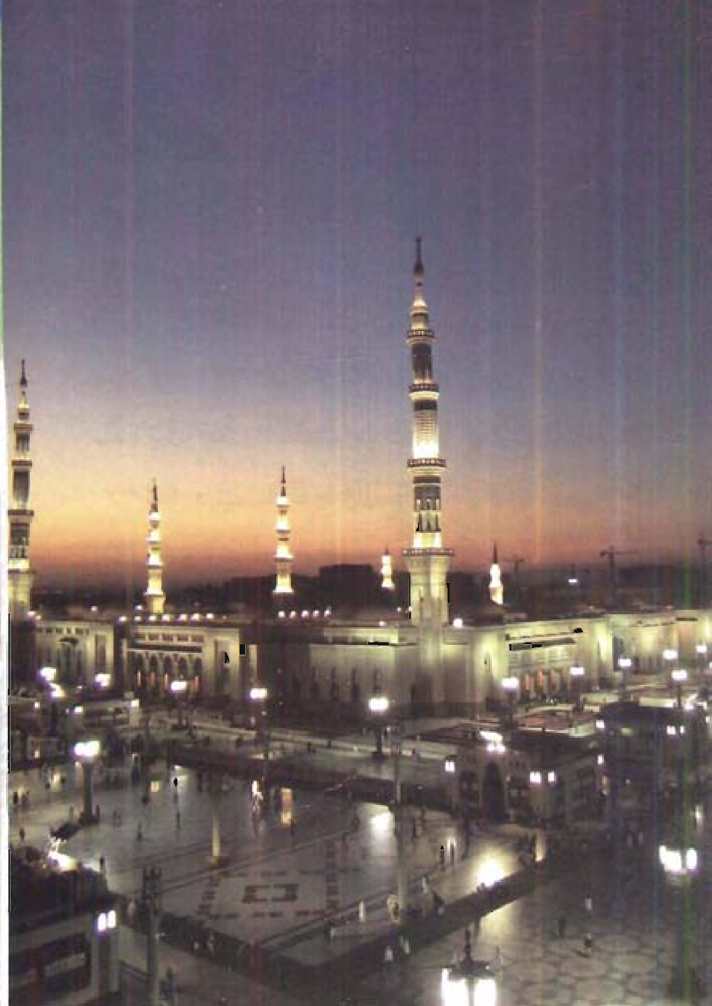
تنبیہ: بعض لوگ مسجد حرام سے نکلتے وقت الٹے پاؤں واپس ہوتے ہیں۔ ایسا کرنا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

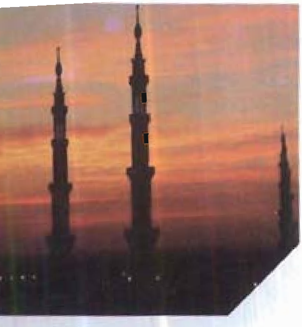
- مسجد حرام سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکالیں اور یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔''

(صحيح مسلم، صلاة المسافرين ....، حديث: 713)







باب 9

مدینہ منورہ اور مسجد نبوی

مدینہ منورہ: مسلمانوں کا دوسرا مقدس ترین شہر ہے۔ اس کے باسیوں نے انتہائی مخدوش اور کڑے حالات میں نبیِ اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سینے سے لگایا۔ یوں یہ مسلمانوں کا دَارُالْھِجْرَة، پہلی اِسلامی مملکت کا دارالخلافہ اور مجاہدین اِسلام کا مرکز ومحور بنا۔

(صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1871)



اسے لوگ یَثْرِب کا نام دیا کرتے تھے اور نبیِ اکرم ﷺ نے اِسے طَابَہ کا نام دیا۔ (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1872)

یہ حرم مکی ہی کی طرح حرم (محترم) قرار دیا گیا۔

(صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1867)

یہ قیامت سے پہلے کھرے اور کھوٹے کو الگ الگ کر دینے والی بھٹی ہے۔ (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1883,1871)

یہ بلدۂ جمال قیامت تک سلامت رہے گا۔ اس کے خلاف جو بھی مکر وفریب کے جال بنے گا، تباہ و برباد ہو جائے گا۔

(صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1877)

اس کے باسیوں کا عمل ایک عرصے تک اِسلامی فقہ کا ماخذ رہا۔ اس



نے تاریخِ اسلام کو ''فقہائے سبعہ'' کا تحفہ دیا۔ یہاں بدعات کی ترویج کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔

(صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1867)

یہاں مرنا سراسر سعادت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے مدینہ منورہ میں شہید ہونے کی دعا کیا کرتے تھے جسے اللہ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1890)

جب آپ ﷺ کسی سفر سے پلٹتے تو مدینہ منورہ کو دیکھتے ہی فرطِ مسرت سے اپنی سواری کی رفتار تیز فرما دیتے۔ (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث. 1886) جب ہر طرف تاریکیوں اور فتنوں کا راج ہوگا، ایمان مدینہ میں سمٹ آئے گا۔

(صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث:1876)

ہاں یہی وہ مدینہ منورہ ہے جس کے لیے امام الانبیاء ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے برکت کی خصوصی دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

''یا اللہ! جتنی برکت تو نے مکہ کو عطا فرمائی ہے مدینہ کو اس سے دگنی

برکت عطا فرما۔'' (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث: 1885)

مدینہ منورہ میں کبھی طاعون کی بیماری نہیں پھیلے گی:

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ مدینہ میں کبھی طاعون پھیل سکتا ہے نہ دجال ہی داخل ہو سکے گا۔'' (صحيح البخاري، فضائل المدينة، حديث: 1880)

مسجد نبوی کی زیارت: مسجد نبوی ان تین مقامات میں سے ایک ہے جن کی اجر وثواب کے ارادے سے زیارت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، تاہم یہ زیارت حج اور عمرے کے اعمال میں سے نہیں۔ اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کیے بغیر واپس چلا جاتا ہے تو اس کا حج اور عمرہ مکمل تو ہو جاتا ہے لیکن اسے اس عظیم اجر وثواب سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: 1189)

مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی فضیلت: صحیح احادیث کی روشنی میں مسجد حرام کے سوا مسجدِ نبوی ﷺ میں ایک نماز دیگر مساجد کی نسبت ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: 1190)

رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ: مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ سے لے کر آپ ﷺ کے حجرۂ مبارکہ تک کی جگہ کو نبی ﷺ نے رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ (باغاتِ بہشت میں سے ایک باغ) قرار دیا ہے۔ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: 1195)

نوٹ: آج کل اس مخصوص جگہ پر ہلکا سبز رنگ کا قالین بچھا ہوا ہے اور ستونوں کا رنگ بھی دیگر ستونوں سے قدرے مختلف ہے۔



مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت: مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں، اس لیے وہاں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری نہیں۔

زیارت مسجد نبوی اور درود وسلام: زائرین کرام! بلاشبہ مدینہ منورہ، مسجد نبوی اور روضۂ پاک، ان تمام چیزوں کا تعلق ہمارے پیارے نبی ﷺ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ کے ہم پر بڑے احسانات ہیں، اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم دل و جان سے آپ کی تعلیمات اور سنت پر عمل پیرا ہوں۔ آپ کا بیان کیا ہوا مسئلہ سمجھ لینے کے بعد اِسے باقی تمام باتوں پر مقدم رکھیں۔ آپ پر، آپ ہی کے سکھلائے ہوئے الفاظ کے ساتھ کثرت سے درود وسلام پڑھیں تاکہ ہماری دعائیں قبول، سختیاں دور، گناہ معاف اور درجات بلند ہوں۔ اس عظیم تر مقصد کے پیشِ نظر صحیح احادیث کی روشنی میں مسنون درود وسلام، فضائل ومسائل اور روضۂ رسول ﷺ کے آداب زیارت کا بیان درج ذیل ہے:

باب 9



درود شریف پڑھنے کی فضیلت: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔'' (سنن النسائي، السهو، حديث: 1298)

مجلس میں ذکر الٰہی اور درود شریف کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مجلس میں لوگ اللہ کا ذکر نہ کریں اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعثِ حسرت ہو گی،



اگرچہ وہ اعمال صالحہ اور ثواب کی بنا پر جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔''

(مسند أحمد: 463/2، والصحيحة للألباني، حديث: 76)

■ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گیا، وہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے باعثِ حسرت وندامت ہوگی اور جو آدمی کسی راستے پر چلا اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو یہ چلنا بھی اس کے لیے قیامت کے دن باعثِ حسرت ہوگا اور جو آدمی بستر پر لیٹا پھر اللہ کا ذکر نہ کیا تو یہ لیٹنا بھی اس کے لیے قیامت کو باعثِ ندامت وشرمندگی ہوگا۔'' (السنن الكبرىٰ للنسائي، حديث: 10166، والصحيحة للألباني، حديث: 79)

کثرت سے درود شریف کا ورد: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب

تک کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اُس وقت تک فرشتے بھی اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں، اب چاہے تو کوئی کم پڑھے یا زیادہ۔'' (سنن ابن ماجه، الصلاة، حديث: 907، وفضل الصلاة على النبي للقاضي إسمٰعيل بن إسحاق الجهضمي، ص: 6)

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے زمین میں گشت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے بھیجا گیا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔'' (سنن النسائي، السهو، حديث:1283، وفضل الصلاة على النبي، صفحه:43)

جمعہ اور جمعہ کی رات درود شریف پڑھنے کی تاکید: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

''جمعے کے دن اور جمعے کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي: 249/3، والصحيحة

للألباني، حديث: 1407)

بخیل کون؟: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بخیل وہ ہے جس کے ہاں میرا تذکرہ کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔‘‘

(جامع الترمذي، الدعوات، حديث: 3546)

تذکرۂ رسول کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر سخت وعید:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے، وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس نے رمضان کا پورا مہینہ پایا اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکا، وہ آدمی بھی ذلیل ورسوا ہو جس کی زندگی میں اُس کے ماں باپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو۔‘‘ (جامع الترمذي، الدعوات، حديث: 3545)



اللهم صل على

محمد

وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم

وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد

كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

انك حميد مجيد

صحيح البخاري : 3370

صحيح مسلم : 405-407

درود وسلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(صحیح البخاری، أحادیث الأنبیاء، حدیث: 3370)

- سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے ہمیں (آپ پر) سلام بھیجنا تو سکھلا دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے پڑھیں؟ تب آپ نے ان کو درود ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔

(صحیح البخاري، أحادیث الأنبیاء، حدیث: 3370)

مذکورہ حدیث میں سَلَام سے مراد مندرجہ ذیل سلام ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

''اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر بھی سلامتی ہو۔''

(صحيح البخاري، الأذان، حديث:831)

اس حدیث کی روشنی میں ''سلام'' کے یہی الفاظ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر بھی کہے جاسکتے ہیں۔

مختصر اور مسنون درود وسلام: فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾

''اے ایمان والو! تم بھی دورد بھیجو اس (نبی ﷺ) پر اور بہت زیادہ سلام بھیجو۔'' (الأحزاب33:56)

اس فرمان کے مطابق نبیِ کریم پر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے الفاظ سے بھی درود وسلام بھیجنا جائز ہے۔ جس کی دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں خود نبی ﷺ نے انھی الفاظ سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا ہے۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں: (صحيح البخاري، العلم، حديث: 122)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیِ کریم ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی « صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » کے الفاظ سے درود وسلام بھیجنا جائز ہے۔ نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور فقہائے محدثین رحمہم اللہ کے دور سے لے کر آج تک اس مختصر درود وسلام پر مسلسل اور تواتر کے ساتھ عمل چلا آ رہا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لیے سلام: نبیِ کریم ﷺ کے روضۂ مبارک میں دو جلیل القدر صحابی، خلیفۂ رسول سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہما استراحت فرما ہیں۔ اس موقع پر ان پر بھی سلام بھیجنا مسلمانوں کا حق ہے، مثلاً: کہا جا سکتا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ

ان الفاظ سے سلام بھیجنا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے بھی ثابت ہے۔(فضل الصلاة على النبيﷺ للمحدث الإمام إسماعيل بن إسحاق الجهضمي ، ص: 82)

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے لیے سفر: مدینہ منورہ پہنچ کر

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کرنا یقیناً ایک مستحب عمل ہے لیکن مسجد نبوی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف روضۂ پاک کی زیارت کو مقصود اصلی بنا کر مدینہ طیبہ کا سفر کرنا درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کو صرف تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کی طرف [نیکی کی نیت سے] سفر کی اجازت دی ہے۔ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: 1189)

اس لیے زائر کو چاہیے کہ مدینہ منورہ جاتے وقت مسجد نبوی کی زیارت کو مقصودِ اصلی بنائے اور اس کے بعد روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی چاہت بھی کرے تا کہ مذکورہ حدیث پر کماحقہ عمل ہو سکے۔

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے وقت نہایت خاموشی اور ادب و احترام کے ساتھ روضۂ مبارک کے سامنے سے گزرتے ہوئے مذکورہ مسنون درود و سلام پڑھ کر حُبِّ رسول ﷺ کا حق ادا کیجیے۔

مسجد قبا کی زیارت: نبیِ کریم ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر مسجد قبا کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حديث: 1193)



مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت: نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص (گھر سے) مسجد قبا میں آ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے عمرے کے برابر ثواب ہے۔''

(سنن النسائي، المساجد، حديث:700)

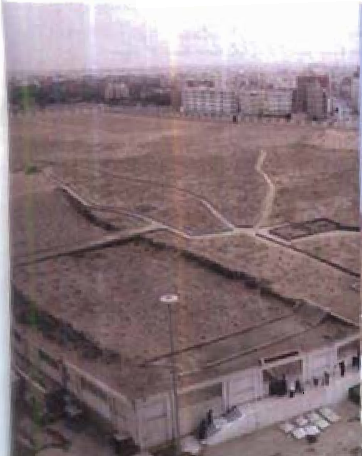
زیارتِ قبور: مسجد نبوی کے قریب ہی بَقِیعُ الْغَرْقَد المعروف جَنَّةُ الْبَقِیْع، یعنی قبرستان ہے جہاں سینکڑوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، ائمۂ حدیث اور صلحائے امت رحمہم اللہ مدفون ہیں۔ اسی طرح جبل اُحد کے دامن میں ستر ''شہدائے اُحد'' دفن ہیں۔ ان سب کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

نبی ﷺ جب بقیع غرقد کی زیارت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

''اللہ تعالیٰ ہم میں سے آگے آنے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے۔ اے اللہ! اہل بقیع الغرقد کو معاف فرما دے۔'' (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: 974)

آخرت کو یاد کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کرنی چاہیے اور زیارت کے وقت یہ دعا کرنی چاہیے:





اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ، نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

''اے ان گھروں کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ بلاشبہ ہم بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہ تمھارے پاس آنے والے ہیں۔ اللہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے۔ ہم اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''

(صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: 975)

مدینہ منورہ کے یہ وہ تین مقامات ہیں جن کی زیارت مسنون ہے۔ باقی رہیں مساجدِ سبعہ، مسجد قبلتین اور دیگر کچھ مقامات تو ان کی زیارت کا ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہاں البتہ اسلامی تاریخ کی حیثیت سے ان کی زیارت کی جاسکتی ہے۔

حج سے واپسی: نبی ﷺ جب جنگ یا حج اور عمرے سے مدینہ منورہ لوٹتے تو (دورانِ سفر) اونچی جگہ (ٹیلے اور پہاڑی وغیرہ) پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اٰيِبُونَ تَآئِبُونَ عَابِدُونَ سَآئِحُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ ہم واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سیر کرنے والے، سجدے کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے (مخالف) لشکروں کو شکست دی۔'' (صحيح البخاري، الحج، حديث: 1344)

واپسی پر کھانے کا اہتمام کرنا: رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ سفر سے واپس آتے شکرانے اور خوشی کے طور پر اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔ (صحيح البخاري، الجهاد، حديث: 3089)

لہٰذا حجاج کرام اور معتمرین حضرات کو چاہیے کہ اس مقدس سفر کے آغاز میں دعوت کا اہتمام کرنے کے بجائے واپسی پر اہتمامِ دعوت کو معمول بنائیں۔ یہی اُسوۂ رسول ہے۔

چند ضروری ہدایات

- حجاج کرام کو چاہیے کہ وزارت مذہبی امور کی طرف سے جاری کردہ جملہ ہدایات کا بغور مطالعہ کریں اور ان پر سنجیدگی سے عمل کریں اور ہر موقع پر ملکی وقار کا خیال رکھیں اور اسلامی شعائر کا اہتمام کریں۔
- حج کے موضوع پر لکھی گئی اس کتاب کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں اور وقتاً فوقتاً راسخ اور مستند علمائے کرام سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ مکہ مکرمہ میں سرکاری طور پر بھی جگہ جگہ دارالافتاء قائم کیے گئے ہیں جہاں تقریباً ہر زبان کے علماء موجود ہوتے ہیں وہاں سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔
- حج وعمرے کے سفر سے قبل سابقہ گناہوں سے توبہ کریں اور آیندہ سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کریں۔

- اپنے ساتھ نہایت ضروری اور کم سے کم سامان لے جائیں اور اپنی سفری دستاویزات اور ان کی نقول بھی حفاظت سے رکھیں۔
- عمر رسیدہ بزرگ حضرات یا چھوٹے بچوں کو وہاں کی کمپنی کے علاوہ اپنا ذاتی کارڈ ضرور دیں جس پر آپکے اپنے ذاتی ایک دو نمبر اور پتہ درج ہو، کیونکہ کمپنیوں کے دیے گئے کارڈ ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا۔
- مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اپنا جملہ سامان اپنی رہائش گاہ پر حفاظت سے رکھیں۔
- طواف، سعی اور اجتماعی مناسک کے دوران میں اپنے پاس ضرورت سے زائد نقدی یا قیمتی چیز نہ رکھیں۔
- منیٰ، عرفات اور مزدلفہ جاتے ہوئے صرف ضرورت کا سامان لے جائیں۔
- مکہ، منیٰ اور عرفات میں دھوپ میں چھتری استعمال کریں اور پانی خوب پییں اور زائد از ضرورت کھانے پینے سے از حد احتیاط برتیں۔
- عمومی اور خصوصی دعاؤں میں اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب،

تمام اہل اسلام، علماء، مجاہدین اور اپنے وطن عزیز کی سلامتی کے لیے بھی دعائیں کریں۔

- ہم بھی تمام حجاج کرام کے لیے تہ دل سے دعا گو ہیں کہ رب کریم تمام کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، خیریت سے لے جائے اور عافیت سے لے آئے اور تمام مسلمانوں کی عبادات کو شرف قبولیت سے نوازے۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾



دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے

قرآنی اور مسنون دعائیں

قرآنی دعائیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے بخش دے۔ اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا انتہائی مہربان ہے۔'' (الحشر 59:10)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

’’اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔‘‘

(الفرقان 74:25)

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

’’اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے، شکر ادا کروں۔ اور ایسے نیک کام کروں جنھیں تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔‘‘ (النمل 19:27)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

’’اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم قوم کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈال اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما۔‘‘

(یونس 86,85:10)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتة وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

''اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ضرور ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (الأعراف 7:23)

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کر۔''

(آل عمرٰن 3:193)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہمارے کام میں ہوئیں، معاف فرما۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔'' (آل عمرٰن 3:147)

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

''اے میرے رب! (مجھے) معاف فرما، (مجھ پر) رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔'' (المؤمنون23:118)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ

''اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تا کہ وہ (لوگ) میری بات سمجھ سکیں۔'' (طٰہٰ20:25-28)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وقفة وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وقفة وَارْحَمْنَا ۥ وقفة اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

''اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک یا غلطی ہو جائے (تو اس پر) ہماری گرفت نہ کر، اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بار کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے، وہ ہم سے نہ اٹھوا۔ اور ہم سے

درگزر فرما۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔'' (البقرۃ 286:2)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔'' (آل عمران 8:3)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

(البقرۃ 201:2)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

'' تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'' (الأنبياء 87:21)

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۞ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۞

''اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا۔ اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور سب ایمان والوں کو اس دن معاف کر دے جس دن حساب قائم ہوگا۔'' (ابراهیم 41،40:14)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۞

''اے میرے پروردگار! ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جس طرح انھوں نے مجھے بچپن میں (شفقت کے ساتھ) پالا تھا۔''

(بنی إسراءیل 24:17)

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۞ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ

''اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور (اس سے بھی) اے میرے رب! تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔'' (المؤمنون 98،97:23)

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞

''اے اللہ، سلطنت کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے حکومت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے ہی اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' (آل عمران 3:26)

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۞

''اے میرے پروردگار! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے بہتر وارث ہے۔'' (الأنبياء 21:89)

مسنون دعائیں

گناہوں کی بخشش کے لیے دعائیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ

عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْۢبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو ہی نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، میں تیرے وعدے اور عہد پر حتی المقدور قائم رہوں گا۔ میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میرے اوپر تیری جو نعمتیں ہیں، ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ تو مجھے معاف کردے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔'' (صحيح البخاري، حديث:6306)

رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ كُلِّهٖ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمَدِیْ وَهَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

''اے میرے رب! میری غلطیاں، نادانیاں، اپنے معاملے میں تمام زیادتیاں اور میرے وہ گناہ جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، معاف

کر دے۔ اے اللہ! جو گناہ بھول چوک میں ہوئے یا میں نے جان بوجھ کر کیے یا ہنسی مذاق میں کیے یا دانستہ کیے، الغرض یہ سب میری ہی طرف سے ہوئے، سب کو بخش دے۔ اے اللہ! میرے پہلے اور پچھلے، پوشیدہ اورعلانیہ تمام گناہ معاف کردے۔ تو ہی (طاعات میں) آگے کرنے والا ہے اور تو ہی (طاعات سے) پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

(صحیح البخاري ، حدیث:6398، وصحیح مسلم ، حدیث:2719)

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

''اے میرے پروردگار! میرے گناہ معاف کردے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

(سلسلة الأحادیث الصحیحة: 96/2، حدیث: 556، وسنن ابن ماجه، حدیث: 3814)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطے سے سوال کرتا

ہوں جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تو مجھے بخش دے۔''

(سنن ابن ماجہ، حدیث:1753)

آتش دوزخ سے نجات اور جنت الفردوس طلب کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (سنن أبي داود، حديث:792)

غم اور پریشانی کے وقت کی دعائیں:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امید وار ہوں، پس مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے تمام معاملات کو درست کر دے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

(سنن أبي داود، حديث:5090)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

”اے ہمیشہ زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے! میں تیری ہی رحمت کے ذریعے سے مدد طلب کرتا ہوں۔“ (جامع الترمذي، حديث: 3524)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

”اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں تو پاک ہے، میں ہی قصوروار ہوں۔“ (جامع الترمذي، حديث: 3505، ومسند أحمد: 1/170)

ادائے قرض کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

”اے اللہ! مجھے حلال رزق عطا فرما جو میرے لیے کافی ہو اور حرام سے بچا اور اپنے فضل و رحمت سے مجھے اپنے ماسوا سے مستغنی کر دے۔“

(جامع الترمذي، حديث: 3563، ومسند أحمد: 1/153)

غم وحزن، سستی، بخل اور قرض کی ادائیگی کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ

الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

''اے اللہ! میں پریشانی، غم، عاجز آ جانے، سستی، بخل، بزدلی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(صحيح البخاري، حديث: 2893)

پاک دامن رہنے کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَطَهِّرْ قَلْبِي وَ اَحْصِنْ فَرْجِي

''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، میرے دل کی آلودگیاں صاف کر دے اور میری شرمگاہ کی حفاظت فرما۔''

(مسند أحمد: 5/257، والمعجم الكبير للطبراني: 8/191، حديث: 7679)

پھلبہری، کوڑھ اور تمام بری بیماریوں سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّءِ الْاَسْقَامِ

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، دیوانگی اور خطرناک بیماریوں سے۔''

(سنن أبي داود، حديث: 1554، وسنن النسائي، حديث: 5495)

جنات اور شیاطین کے شر سے بچنے کی دعا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَشَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَّارَحْمَانُ

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک وبد تجاوز نہیں کرسکتا۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور پھیلائی اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی اور آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اور جو زمین میں داخل ہوتی اور زمین سے نکلتی ہے اور شب وروز کے تمام فتنوں سے اور رات کو آنے والوں کے شر سے سوائے اس کے جو بھلائی لے کر آئے، اے رحمٰن!''

(مسند أحمد: 3/ 419، والمعجم الكبير للطبراني: 25/ 12، حديث: 3)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ کاملہ کے ساتھ اس کے غضب اور ناراضی سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیاطین کے وساوس سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

(جامع الترمذي، حديث: 3528)

بہترین انجام اور دنیا و آخرت میں رسوائی سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

''اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارا انجام بہتر بنا۔ اور ہمیں دنیا کی رسوائیوں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔'' (مسند أحمد: 4/181، والمستدرك للحاكم: 3/592,591، حديث: 6508)

اسلام کی حفاظت، دشمنوں اور حاسدوں سے محفوظ رہنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا ، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا ، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا ، وَلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ كُلِّ خَیْرٍ خَزَآئِنُہٗ بِیَدِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُہٗ بِیَدِكَ

''اے اللہ! مجھے اٹھتے، بیٹھتے اور آرام کرتے بہرحال اسلام پر قائم رکھ اور مجھ پر میرے دشمنوں اور حاسدوں کو مت ہنسا۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی بھلائی مانگتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور ہر قسم کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں۔'' (المستدرك للحاكم: 1/525، حديث: 1924، وكنز العمال، حديث :3679)

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا یَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ وَمَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَایُهَوِّنُ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَآ اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَآ اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا

''اے اللہ! ہمیں اپنے خوف سے اتنا حصہ عطا کر جو ہمارے اور تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور اس قدر فرمانبرداری کی توفیق بخش جس کے ذریعے سے تو ہمیں جنت تک پہنچادے۔ اور یقین کی ایسی قوت عطا فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کردے۔ اور تاحیات ہمیں اپنے کانوں، آنکھوں اور قوت بدن سے (صحیح طور پر) فائدہ اٹھانے کی توفیق مرحمت فرما اور مرنے کے بعد بھی اس کا فیض باقی رکھ۔ اور جو کوئی ہم پر ظلم کرے تو

اس سے ہمارا بدلہ لے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ اور ہمارے دین کے بارے میں ہمارا امتحان نہ لے۔ اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد ہمارے علم کا منتہیٰ اور منزلِ مقصود نہ بنا اور ہم پر ایسے لوگ مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔''

(جامع الترمذي، حديث: 3502، وصحيح الجامع الصغير: 272/1، حديث: 1268)

اپنے برے عمل کے شر سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ

''اے اللہ! میں ہر اس عمل کے شر سے جو میں نے کیا اور جو ابھی تک نہیں کیا تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (صحيح مسلم، حديث: 2716)

نعمت و عافیت کے زوال اور رب کی ناراضی سے محفوظ رہنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ

''اے اللہ! تیری نعمتوں کے زائل ہونے، تیری عطا کردہ عافیت کے

پھر جانے (مصیبت کے آنے)، تیری اچانک گرفت اور تیری ہر قسم
کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(صحيح مسلم، حديث: 2739، وسنن أبي داود، حديث: 1545)

تباہ کن آفات سے بچاؤ کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا

''اے اللہ! میں نفع سے خالی علم اور خشوع سے عاری دل، دنیا کے
لالچی نفس اور نہ قبول ہونے والی دعا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(صحيح مسلم، حديث: 2722)

فقیری، محتاجی، درماندگی سے محفوظ رہنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ

''اے اللہ! میں فقر و تنگ دستی، قلت مال اور بے قدری سے تیری پناہ
چاہتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا
کوئی مجھ پر ظلم کرے۔'' (وسنن النسائي، حديث: 5462 واللفظ له)

اعضائے رئیسہ کی حفاظت، اور ظالم پر غلبے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ یَّظْلِمُنِیْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِیْ

''اے اللہ! مجھے میری سماعت و بصارت سے فائدہ پہنچا اور میرے بعد بھی ان کا فیض جاری رکھ۔ اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا بدلہ لے۔'' (جامع الترمذي ، حديث:3604)

رشد و ہدایت طلب کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

''اے اللہ! مجھے رشد و ہدایت عطا فرما اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔'' (جامع الترمذي ، حديث:3483)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پارسائی، عفت و پاکدامنی اور بے نیازی (دوسروں کا محتاج نہ ہونے) کا سوال کرتا ہوں۔''

(صحيح مسلم ، حديث:2721)

دنیا و آخرت اور زندگی کی عمدگی کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیْ ، اَلَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ ، اَلَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ ، اَلَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ

''اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو سدھار دے جو میرے معاملات کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اور میرے لیے میری دنیا درست کر دے جس میں میری روزی اور گزران ہے۔ اور میرے لیے میری آخرت بہتر بنا دے جس میں لوٹ کر جانا ہے۔ اور زندگی کو میرے لیے نیکی و بھلائی میں اضافے کا باعث بنا اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت بنا دے۔'' (صحیح مسلم ، حدیث:2720)

اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَیْرًا لِّیْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْاَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْاَلُكَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِی الرِّضَا

وَالْغَضَبِ وَاَسْاَلُكَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَاَسْاَلُكَ نَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَاَسْاَلُكَ قُرَّةَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْاَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَآءِ وَاَسْاَلُكَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْاَلُكَ لَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰی وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَآئِكَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّآءِ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَةِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِیْنَ

''اے اللہ! تو اپنے علم غیب کے مطابق اور مخلوق پر اپنی قدرت کے ذریعے سے مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم میں میرا زندہ رہنا بہتر ہے۔ اور جب تیرے علم میں میری موت بہتر ہو تو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ اے اللہ! میں جلوت وخلوت میں تیرا خوف چاہتا ہوں۔ اور خوشی و ناخوشی میں حق بات کہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور فقیری و امیری دونوں حالتوں میں تجھ سے میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ اور تجھ سے لازوال نعمتوں اور آنکھوں کی دائمی ٹھنڈک کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے قضا وقدر پر راضی رہنے کی توفیق بخش۔ اور تجھ سے مرنے کے بعد کی

زندگی میں آسودگی اور راحت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرۂ انور کے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کے شوق کا طالب ہوں بغیر کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے۔ اے اللہ! ہمیں زینت ایمان سے مزین کر دے اور ہمیں ہدایت کی طرف دعوت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔"

(سنن النسائي، حديث: 1306، والمستدرك للحاكم: 1/525، حديث: 1923)

بُری اموات اور آفات و مصائب سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَالْهَدَمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا

"اے اللہ! میں بلندی سے گر کر، کسی چیز کے نیچے دب کر، پانی میں ڈوب کر اور آگ میں جل کر مرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے بدحواس کر دے اور اس سے بھی کہ تیری راہ میں لڑتے وقت میدان سے پیٹھ

پھیر کر بھاگتے ہوئے میری موت آئے اور اس سے بھی کہ میں (سانپ یا بچھو کے) ڈسنے سے فوت جاؤں۔" (سنن أبي داود، حديث:1552، وصحيح الجامع الصغير. 1/ 275، حديث: 1282 واللفظ له)

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ

"اے اللہ! میں فکر، غم، بے چارگی، کاہلی، بزدلی، بخیلی، بڑھاپے کی زحمت، دل کی سختی، غفلت وسستی، محتاجی، ذلت ورسوائی اور مسکینی (جو رسوائی کا باعث بنے) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں فقرو فاقے، کفر، فسق وفجور، باہمی اختلاف، منافقت، جھوٹی شہرت (بدنامی) اور ریاکاری سے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں بہرے اور گونگے پن، دیوانگی، کوڑھ کے مرض، پھلبہری اور ہر

خطرناک بیماریوں سے۔''

(صحيح الجامع الصغير :1/276، حديث: 1285)

عیبوں کی پردہ پوشی اور قرض کی ادائیگی کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَتِيْ وَاقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ

''اے اللہ! میرے عیوب پر پردہ ڈال دے اور خطرات سے امن عطا کر اور میرا قرض ادا کر دے۔''

(صحيح الجامع الصغير :1/271، حديث: 1262)

فراخیِ رزق اور دنیا و آخرت میں وسیع گھر کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ

''اے اللہ! میرے گناہ معاف کر دے اور میرے لیے میرے گھر میں وسعت پیدا کر دے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔'' (مسند أبي يعلى الموصلي:13/257، وصحيح الجامع الصغير:1/271,272)

بُرے اخلاق و کردار سے پناہ مانگنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ

وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ وَالْاَدْوَآءِ

''اے اللہ! میں برے اخلاق واعمال، بری خواہشات اور بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (جامع الترمذي، حديث: 3591، وصحيح الجامع الصغير: 1/278، حديث: 1298)

ہر قسم کے شر سے بچاؤ اور رات سونے سے پہلے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

''الٰہی! ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کے رب، ہمارے اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والے، تورات وانجیل

اور قرآن کو نازل فرمانے والے، میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ تو ہی اول ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے کہ جس سے بڑھ کر (ظاہر) کوئی چیز نہیں (کیونکہ بے شمار دلائل اس کی ذات پر دلالت کناں ہیں) اور تو ہی باطن ہے (آنکھیں تیرا ادراک نہیں کر سکتیں) جس کے آگے کوئی چیز نہیں۔ میرا قرض اتار دے اور مجھے فقر سے غنی کر دے۔''

(صحيح مسلم، حديث: 2713، و جامع الترمذي، حديث: 3481، ومسند أحمد: 2/281)

اللہ کی محبت حاصل کرنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیۡ يُبَلِّغُنِیۡ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیۡ وَاَهْلِیۡ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت، تجھ سے محبت کرنے والوں کی

محبت اور ایسے عمل کا طالب ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! تو میرے دل میں اپنی محبت کو میری جان، میرے اہل وعیال اور (گرمیوں کے موسم اور پیاس کی شدت میں) ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی فائق کردے۔" (جامع الترمذي، حديث:3490)

اللہ کی ناراضی سے محفوظ رہنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

"اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہر وغضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار نہیں کرسکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔"

(صحيح مسلم، حديث: 486)

خیر و بھلائی طلب کرنے اور شر و برائی سے بچاؤ کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی۔ اور ہر اس چیز سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ حاصل کی۔ اور تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔ ہم کو مقاصد تک پہنچانا تیرا ہی کام ہے اور برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت وقوت اللہ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔'' (جامع الترمذي ، حديث:3521)

دین پر ثابت قدمی کی دعا:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر ثابت اور قائم رکھ'' (جامع الترمذي ، حديث:3522)

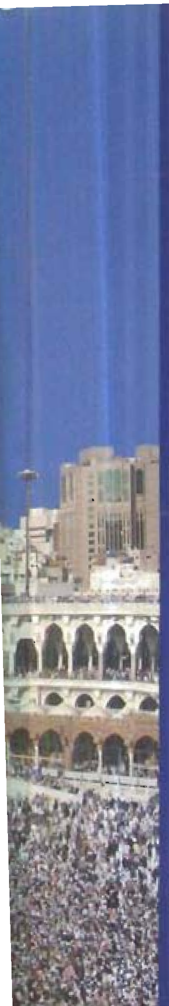
اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ

''اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت میں مشغول رکھ''(صحيح مسلم ، حديث: 2654)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ
تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے
جس کے انعام کے باعث ہی نیک کام مکمل ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه، الأدب، باب فضل الحامدين، حديث:3803)



حج اسلام کا پانچواں اساسی رکن ہے۔ اس خاص عبادت کی زبردست اہمیت وفضیلت ہے۔ اس کا اجروثواب بے مثال ہے۔ بیت اللہ کی زیارت اور حج وعمرہ کا ارمان ہر صاحب ایمان کے دل میں انگڑائیاں لیتا ہے۔ اس مناسبت سے سبھی کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ یہ مقدس فرض قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ادا ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے ہر شخص کو ایسی رہنما کتاب کی اشد ضرورت ہوتی ہے جس میں حج وعمرہ کے احکام ومسائل آسان زبان میں قرآن وحدیث سے بتائے گئے ہوں۔ خاص طور پر محترم خواتین ایسی کتاب کی جستجو میں رہتی ہیں جس میں حج وعمرہ کے دوران ان کے مخصوص مسائل کا دینی حل پیش کیا گیا ہو۔

''مسنون حج وعمرہ'' کے زیرعنوان یہ خوبصورت کتاب اسی ضرورت کا جامع جواب ہے۔ اس میں حج وعمرہ کے تمام احکام ومسائل قرآن وسنت کی روشنی میں جزئیات سمیت بہ تمام وکمال بتائے گئے ہیں۔ حج وعمرہ کے دوران پڑھی جانے والی اور روزمرہ کی دیگر دعائیں بھی درج کر دی گئی ہیں۔ مزید برآں تمام مقدس مقامات کو نہایت خوبصورت تصویروں اور نقشوں کے ذریعے بخوبی اُجاگر کیا گیا ہے......... دارالسلام ریسرچ سنٹر کی مرتب کردہ یہ دلکش کتاب خود بھی پڑھیے اور عزیز واقارب کو بھی پیش کیجیے تاکہ آپ حج وعمرہ کے فرائض مسنون طور پر آسانی اور سہولت سے ادا کر سکیں۔

ISBN 969574229-7
9789695742297

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ھیوسٹن • نیویارک